ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
42
www.tanzeem.org
مسلسل اشاعت کا
33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
25 ربیع الثانی تا 2 جمادی الاولیٰ 1446ھ/ 29 اکتوبر تا 4 نومبر 2024ء

خالق کائنات کی حیرت انگیز نشانیاں

کائنات تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ روز وشب کی گردش، دن رات کا الٹ پھیر، اور لیل ونہار کا اختلاف، ! ہر صبح کو اُبھرتا ہوا اور ہر شام کو ڈوبتا ہوا سورج، جس نے نہ کبھی طلوع ہونے میں کوتاہی کی اور نہ غروب ہونے سے باز رہا! رات کی تاریکی میں ہیروں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے اور سرگوشیاں کرتے ہوئے سیارگانِ فلک! ایک باریک شاخ کی صورت میں طلوع ہونے والا چاند، جو بڑھتے بڑھتے بدر کامل بن جاتا اور پھر گھٹتے گھٹتے باریک شاخ کی طرح ہو جاتا ہے! زمین کے سینے کو شق کر کے نکلنے والا پودا اور اس میں پھوٹنے والی حسین وجمیل کونپلیں! چھوٹے چھوٹے محوِ پرواز پرندے! اور حقیر وکمتر کیڑے مکوڑے! نوزائیدہ اطفال حیوانات اور چوزوں سے دانہ دُنکا دیتی ہوئی اور دودھ پلاتی ہوئی ان کی مائیں! مردہ زمین سے اُبلتا ہوا زندگی کا سرچشمہ! عجیب نظام، حیرت انگیز انتظام! بڑی باریکی اور مہارت کے ساتھ چلنے والا نظامِ کائنات! کہیں کوئی ابتری نہیں! کوئی گڑبڑ نہیں! کروڑوں اور اربوں ستاروں میں سے کوئی ستارہ اپنے محور سے ایک انچ اِدھر اُدھر نہیں سرکتا! زمانے کے نشیب وفراز! زمانہ کی حقیقت اور اس کا ادراک! اس ساری عجیب وغریب اور حیرت انگیز کائنات میں گھرا ہوا کمزور وناتواں انسان! یہ سب آیاتِ الٰہی ہیں! اور کائنات میں خالقِ کائنات کے وجود کی حیرت انگیز نشانیاں ہیں۔ لیکن انسان ان کے درمیان رہتے ہوئے ان کے عادی ہو جاتے ہیں اور پھر ان نشانیوں کے درمیان سے بغیر ان کی جانب توجہ کیے ہوئے اور بغیر ان پر غور کیے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

اسلام کا نظام تربیت
سید محمد قطب شہیدؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 388 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 43500 سے زائد، جن میں بچے: 17600،
عورتیں: 13400 (تقریباً)۔ زخمی: 98600 سے زائد

اس شمارے میں

اسرائیل اور امریکہ کی سب سے بڑی غلط فہمی ......
امیر سے ملاقات (32)
کیا خوب ''ندامت'' کا ہے گویا کوئی دن اور
مخلوط نظامِ تعلیم کے معاشرت پر اثرات
اہلیہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کا قرآن آڈیٹوریم، لاہور میں خواتین سے خطاب
اخبارِ اسلام مسلم دنیا سے متعلق اہم خبریں

قیامت کے دن جھوٹے معبودوں اور انہیں پوجنے والوں کی حالتِ زار

الھدیٰ 1107 — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ القَصص — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 74، 75

وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا
فَقُلۡنَا ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ فَعَلِمُوۡۤا اَنَّ الۡحَقَّ لِلّٰہِ وَ ضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۷۵﴾

آیت: ۷۴ ﴿وَیَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۷۴﴾﴾ ”اور جس دن وہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم لوگوں کو زعم تھا؟“

آیت: ۷۵ ﴿وَنَزَعۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا﴾ ”اور ہم نکالیں گے ہر اُمّت میں سے ایک گواہ“

جو پیغمبر جس قوم کی طرف مبعوث کیا گیا ہوگا وہ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں استغاثہ کا گواہ (prosecution witness) بن کر گواہی دے گا کہ اے اللہ! تیری طرف سے جو ہدایت مجھ تک پہنچی تھی میں نے وہ اپنی قوم تک پہنچا دی تھی۔

﴿فَقُلۡنَا ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ﴾ ”پھر ہم کہیں گے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو!“

پھر متعلقہ اُمّت سے پوچھا جائے گا کہ اب تم لوگ بتاؤ تمہارا کیا معاملہ تھا؟ ہمارے رسول نے تو گواہی دے دی ہے کہ اُس نے میرا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا تھا۔ اب اس سلسلے میں تمہارا کوئی عذر ہے تو پیش کرو۔

﴿فَعَلِمُوۡۤا اَنَّ الۡحَقَّ لِلّٰہِ﴾ ”تو وہ جان لیں گے کہ حق تو اللہ ہی کی طرف ہے“

انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔

﴿وَضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۷۵﴾﴾ ”اور گم ہو جائے گا ان سے وہ سب کچھ جو افترا وہ کرتے رہے تھے۔“

جب دوسری دنیا میں ان کی آنکھ کھلے گی تو ان کے خود ساختہ عقائد، من گھڑت معبودوں کے بارے میں ان کے خوش کن خیالات وغیرہ سب ان سے گم ہو چکے ہوں گے اور اس کیفیت میں عذاب کو دیکھ کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ جائیں گے۔

درس حدیث: نیکی اور گناہ؟

عَنِ النَّوَّاسِ بۡنِ سَمۡعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الۡبِرِّ وَالۡاِثۡمِ؟ فَقَالَ: ((اَلۡبِرُّ حُسۡنُ الۡخُلُقِ وَالۡاِثۡمُ مَا حَاکَ فِی الصَّدۡرِ وَ کَرِھۡتَ اَنۡ یَّطَّلِعَ عَلَیۡہِ النَّاسُ)) (رواہ مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ”نیکی اور گناہ“ کا مفہوم دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نیکی“ اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور ”گناہ“ یہ ہے کہ اس سے تیرے ضمیر میں چبھن اور خلش پیدا ہو اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے ناگوار ہو۔“

تشریح: نیکی یہ ہے کہ آدمی ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آئے، گفتگو میں سنجیدگی اور وقار کو ملحوظ رکھے، ہمیشہ سچی اور کھری بات کہے، غصے پر قابو پائے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے۔ وہ شخص قطعاً نیک نہیں ہے جس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اور کردار مشکوک ہو۔

گناہ کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بڑی نشانیاں بیان فرما دی ہیں: پہلی نشانی یہ ہے کہ اس سے دل میں اطمینان نہ ہو بلکہ اس کے کرنے سے کھٹک پیدا ہو، ضمیر چبھن محسوس کرے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ اسے علانیہ کر گزرنے کی جرأت نہ ہو اور چاہا جائے کہ یہ بات لوگوں کے علم میں نہ آئے۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان ، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 ربیع الثانی تا 2 جمادی الاولیٰ 1446ھ جلد 33
29 اکتوبر تا 4 نومبر 2024ء شمارہ 42

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

مجلس ادارت
• رضاء الحق • فرید اللہ مروت
• وسیم احمد باجوہ • محمد رفیق چودھری

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

خورشید انجم

اسرائیل اورامریکہ کی سب سے بڑی غلط فہمی....

حماس کے سربراہ یحییٰ سنوار بھی آخری سانس تک جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے شہید ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ!

اطلاعات کے مطابق اسرائیلی ٹینکوں نے گولہ باری کر کے اُن کی رہائش گاہ کو مسمار کر دیا۔ صہیونی افواج کا خیال تھا کہ سنوار اس گولہ باری سے شہید ہو چکے ہیں، تصدیق کے لیے ایک منی ڈرون کیمرے کو بھیجا گیا تو اُنہیں زخمی حالت میں دیکھا گیا۔ یحییٰ سنوار نے ڈرون کو گرانے کے لیے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے اُس ڈرون کو گرانے کی کوشش بھی کی۔ اِس کے بعد مزید گولہ باری کر کے اُنہیں کچھ اِس طرح سے شہید کیا گیا کہ اُن کی شناخت کے لیے باقاعدہ ڈی این ٹیسٹ کرانا پڑا۔

بطور سربراہ حماس اُن کا دور بہت ہی مختصر رہا ہے۔ اُنہیں 7 اکتوبر کے ''طوفان الاقصیٰ'' کا ماسٹر مائنڈ بھی کہا جاتا رہا کیونکہ غزہ کی حالیہ جنگ یحییٰ کا ہی منصوبہ تھی اور غزہ میں جنگی پوزیشنوں کے درمیان وہ بڑی ثابت قدمی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اسماعیل ہنیہ کی دورۂ ایران کے دوران ایک دھماکے میں شہادت کے بعد وہ اس منصب پر نامزد ہوئے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ گوریلا جنگ کے حوالے سے وہ انتہائی تجربہ کار مجاہد تھے۔ اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ اُنہوں نے اسرائیلی عقوبت خانوں میں گزارا۔ سنوار شہید کا مکمل نام یحیی ابراہیم حسن سنوار ہے۔ وہ 1962ء میں مصر کے زیرِ اقتدار غزہ کے خان یونس پناہ گزین کیمپ میں ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے تھے، جسے 1948ء کی فلسطینی جنگ کے دوران عسقلان سے نکال دیا گیا تھا یا کچھ لوگ وہاں سے از خود نکل گئے تھے۔ اُنھوں نے اپنی تعلیم غزہ کی اسلامی جامعہ سے مکمل کی، جہاں سے اُنہوں نے عربی علوم میں بیچلرز کی ڈگری حاصل کی۔ وہ مقامی عربی کے علاوہ، عبرانی پر بھی عبور رکھتے تھے جو اُنھوں نے دورانِ قید سیکھی۔ اِس کے ساتھ ساتھ اسرائیلی ثقافت پر بھی وہ وسیع علم کے حامل تھے۔ سنوار حافظ قرآن بھی تھے۔ 1989ء میں دو اسرائیلی فوجیوں اور چار فلسطینی مخبروں کے اغوا اور قتل کا منصوبہ بنانے کے الزام میں، سنوار کو اسرائیل نے چار بار عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ جیل میں انسانیت سوز اذیتیں برداشت کیں۔ 22 سال کے بعد اُن کی رہائی ایک سو چھبیس دیگر فلسطینی قیدیوں کے ہمراہ 2011ء میں اسرائیلی فوجی گیلا د شالیت کے ساتھ قیدیوں کے تبادلے میں ممکن ہوئی۔ دورانِ قید اُنہیں اسرائیلی ذہنیت اور اسرائیلی زبان عبرانی سیکھنے اور سمجھنے کا بخوبی موقع ملا۔ جیل میں گزرا ہر دن اُنہوں نے اسرائیل کی جارحیت کا مقابلہ کرنے کی منصوبہ بندی میں ہی گزارا۔

اسرائیلی فوج اور میڈیا کا دعویٰ تھا کہ سنوار عام شہریوں کے بیچ چھپ کر اُنہیں ڈھال کے طور استعمال کر رہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حماس کی سربراہی کی ذمہ داری ملنے کے بعد وہ منظرِ عام پر کبھی آئے ہی نہیں اور کہا جاتا تھا کہ وہ غزہ کے نیچے سرنگوں میں موجود تھے۔ اُن پر جس طرح سے حملہ کیا گیا ہے، یہ پروپیگنڈا ابھی بے نقاب ہو گیا کہ وہ عام شہریوں کے بیچ میں چھپے ہوئے نہیں تھے اور نہ اُنہیں بطور ڈھال استعمال کر رہے تھے۔ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو فلسطینیوں کی

مکمل نسل کُشی چاہتا ہے مگر یحییٰ سنوار نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں دشمن کی ناکامی کی تصویر دنیا کو دکھا دی۔ یہی وجہ ہے کہ اب نیتن یاہو نے اس جنگ کا نام بدل کر آرمیگاڈان (جنگ ہرمجدون) یعنی ''قیامت کی جنگ'' رکھ دیا۔ چند روز قبل اسرائیل کی صہیونی حکومت کے چینل 12 نے اطلاع دی ہے کہ نیتن یاہو نے کابینہ کے متعدد وزراء کو فوری مشاورت کے لیے اپنے دفتر میں بلایا اور اُنہیں اطلاع دی کہ جنگ کا نام ''آہنی تلوار'' سے بدل کر ''قیامت کی جنگ'' رکھا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ جنگِ ہرمجدون وہی جنگ ہے جو عہدِ قدیم و جدید اور اسلامی روایات کے مطابق حضرت مہدیؒ کے تشریف لانے کے بعد مسلمان اُن کی معیت میں یہود و نصاریٰ کے خلاف لڑیں گے۔ اور اس جنگ میں لاکھوں اور کروڑوں نہیں بلکہ اربوں لوگ جاں بحق ہو جائیں گے۔ اسلامی روایات میں اس جنگ کو الملحمۃ العظمیٰ اور الملحمۃ الکبریٰ کہا گیا ہے۔

اسرائیل اور امریکہ یحییٰ سنوار کی شہادت کو اپنے لیے بڑی کامیابی خیال کر رہے ہیں اور سنوار کا قتل غزہ میں ''انصاف کا لمحہ'' اور ''امن کا راستہ'' تلاش کرنے کا ایک موقع قرار دے رہے ہیں جبکہ حال یہ ہے کہ غزہ کا ہر بچہ یحییٰ سنوار کی طرح چھڑی ہاتھ میں لیے اور منہ پر کپڑا باندھے یحییٰ سنوار بنا ہوا ہے۔ یہ اسرائیل اور امریکہ کی سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غزہ میں مجاہدین کی کوئی کمی نہیں۔ حماس جس طرح فلسطین میں ارضِ مقدس اور مسلمانوں کی جنگ لڑ رہی ہے، وہ معمولی یا آسان کام نہیں۔ وہ اپنے قیام سے لے کر آج تک ہزاروں جانوں کی قربانی دے چکے ہیں۔ 7 اکتوبر 2023ء کو شروع ہونے والے طوفان الاقصیٰ میں ہی اب تک 43 ہزار سے زائد افراد شہید ہو چکے ہیں جن میں 17 ہزار سے زائد بچے اور 13 ہزار سے زائد خواتین شامل ہیں۔ حماس یہ جنگ بے سروسامانی کے عالم میں دنیا کی سب سے مضبوط اور طاقتور افواج کے خلاف لڑ رہی ہے۔ کئی غیر مسلم ریاستوں اور حکمرانوں نے حماس کے ساتھ یکجہتی نہیں تو حمایت ضرور کی ہے لیکن یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ ایران اور یمن کے سوا کسی مسلم ملک کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ ارضِ مقدس کی حفاظت کی جنگ میں حماس کے کندھے سے کندھا ملا کر چلنا تو دور کی بات، اُن کے پیچھے ہی کھڑے نظر آ جائیں۔ فلسطینی عوام کی قوت اور عزم قابلِ تعریف ہے کہ فلسطینی عوام تاریخ کے ایک نازک ترین موڑ پر کھڑے ہیں اور اُن کی استقامت اور حوصلہ مندی سے دشمن کی سیکیورٹی اور دفاعی صلاحیتیں کمزور ہو رہی ہیں۔

صہیونی ریاست جس بات کو اپنی کامیابی خیال کر رہی ہے، دراصل وہ دنیا بھر کی تمام آزاد قوموں کے درمیان اس کی بھرپور بدنامی ہے۔ حماس کے قیام کی سالگرہ کے موقع پر ہونے والی ایک ریلی میں چالیس ہزار سے زائد افراد سے خطاب کرتے ہوئے بانی رہنما شیخ احمد یاسین شہید نے 2025ء تک اسرائیل کے صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کی پیش گوئی کی تھی۔ آج اسرائیل بوکھلاہٹ میں ایسے فیصلے کر رہا ہے جو بظاہر اور فوری طور پر تو اُس کے حق میں جاتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں جبکہ حقیقت میں اس کے برعکس ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ غزہ کے مسلمان ایک غیر متوازن جنگ لڑ رہے ہیں، جہاں دشمن ایک مجرم کی طرح بے دریغ ہر قسم کے جرائم کیے جا رہا ہے اور اس کے مقابلے میں مجاہدین وطن کے ہر کونے میں بہادری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور طویل اور تکلیف دہ جنگ کو جاری رکھنے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔ اُن کا یہی عزم اُنہیں کامیابی کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے موت کی آرزو تو ہر شخص ہی کرتا ہے مگر یہ اعزاز سب کو نہیں ملتا اور جس کو بھی یہ اعزاز مل جاتا ہے وہ اپنے ساتھیوں سے مبارک بادیں وصول کرتا ہے۔

سر دست جنگی مجرم نیتن یاہو اپنی تقریروں میں نہ صرف غزہ، مغربی کنارے اور مشرقی یروشلم میں بسنے والے مسلمانوں کا صفایا کرنے کی دھمکی دے رہا ہے بلکہ واشگاف الفاظ میں یہ اعلان دہرا رہا ہے کہ حماس کے قائدین کو دیگر ممالک میں بھی نشانہ بنایا جائے گا۔ نیتن یاہو کی جانب سے ریاستی دہشت گردی کے اس کُھلم کُھلا اظہار پر مغربی ممالک میں موجود صہیونی غلام تالیاں پیٹ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یحییٰ سنوار نے ہزاروں دیگر فلسطینی مسلمانوں کی طرح مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اہلِ فلسطین اپنی شہادتوں کے ذریعے امتِ مسلمہ کی طرف سے جو فرضِ کفایہ ادا کر رہے ہیں وہ انتہائی قابلِ ذکر و قدر ہے۔ سچ پوچھیں تو جہاں اس وقت اہلِ غزہ سخت امتحان سے گزر رہے ہیں تو اُس سے بڑا امتحان باقی امتِ مسلمہ کا بھی ہے اور وہ اس امتحان میں بُری طرح ناکام ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ محض نیتن یاہو کو جنگی مجرم کہہ دینے اور زبانی مذمت کر دینے سے نہیں بلکہ عملی اقدامات سے ہی اسرائیل کو ظلم اور درندگی سے روکا جا سکتا ہے۔ اگر اب بھی مسلمان ممالک کے حکمران اور مقتدر حلقے فلسطینی مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات نہیں اٹھاتے تو دنیا کی رسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی مجرم قرار پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ حماس کے تمام عہدیداران اور مجاہدین کو شیخ احمد یاسین، ڈاکٹر عبدالعزیز الرنتیسی، اسماعیل ہنیہ اور یحییٰ سنوار جیسے مجاہدینِ اسلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کی اہم ترین دینی ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صہیونیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے اور فلسطینی مسلمانوں کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

ہمیں اللہ کے دین کے نفاذ سے منہ موڑے ہوئے 77 برس ہو گئے، اس پر کوئی سوال نہیں اُٹھا رہا،

کئی غیر ضروری معاملات میں دینی سیاسی جماعتوں کو پریشانی ہوجاتی ہے مگر اللہ کی شریعت پامال ہونے پر انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی،

ہمیں اپنے منفی رویوں پر نظر ثانی کرنے اور حق پر عمل کر کے اُس کی دعوت دینے کی ضرورت ہے۔

جو لوگ داعی کا کام کر رہے ہیں ان کے لیے ڈاکٹر ذاکر نائیک کا پیغام ہے کہ وہ تہجد اور دعا کا اہتمام ضرور کریں،

عالم اسلام کے حکمران کتنے معصوم فلسطینی بچوں کی لاشیں گرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

رفقائے تنظیم و احباب کے سوالات اور امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کے انعقاد کا اعلان ہوگیا ہے جو کہ 15 تا 17 نومبر کو ان شاء اللہ بہاولپور میں ہوگا۔ سالانہ اجتماع کا انعقاد کیوں ضروری ہے، اس کی کیا افادیت ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی کے نظم میں ہفتہ وار اجتماعات بھی ہوتے ہیں، ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی اجتماعات بھی ہوتے ہیں، حلقہ قرآنی، دروس قرآن اور خطبات جمعہ کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن ہوتا ہے، خلاصہ مضامین قرآن کے پروگرامز ہوتے ہیں۔ پھر رفقاء کے لیے مختلف لیولز کے تربیتی پروگرامز ہوتے ہیں۔ ان سب اجتماعات اور کورسز کا بڑا مقصد تربیت اور یاددہانی ہوتا ہے۔ سالانہ اجتماع کسی بھی دینی اجتماعیت اور تحریک کے لیے بہت اہم موقع ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے رفقاء اور احباب شرکت کرتے ہیں۔ ایک ہی فکر، نظریہ اور مشن سے جڑے ہوئے لوگوں کو ایک دوسرے سے تعارف کا موقع ملتا ہے، فکر اور نظریہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ اس میں تربیت کا ایک پہلو بھی ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کی راہ میں گھر سے نکلتا ہے، سفر کی تکلیفیں اور مشقتیں جھیلتا ہے، گھر سے دور رہتا ہے، اللہ کی راہ میں اپنا وقت، پیسہ، صلاحیتیں صرف کرتا ہے تو اس کا اجر و ثواب بھی اُس کو ملتا ہے۔ تنظیم کے قائدین اور سینئر لوگوں کے خطبات سننے کا موقع ملتا ہے جس سے تنظیمی فکر اور منہج کا اعادہ ہوجاتا ہے، حالات حاضرہ کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے کہ موجودہ عالمی حالات کیا ہیں اور ان کے تناظر میں ہمارا ملک کہاں کھڑا ہے، ہمیں کن مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان حالات میں بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داریوں کا ہمیں پتا چلتا ہے۔ دور دراز سے آئے ہوئے رفقاء و احباب کی دینی جدوجہد اور تجربات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور دینی جذبہ اور جوش بڑھتا ہے۔ اسی طرح بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطابات ملٹی میڈیا کے ذریعے اور پینل ڈسکشن کی صورت میں اہم موضوعات پر ماہرین کی گفتگو سننے کا موقع ملتا ہے۔ بہت سارے رفقاء و احباب ایسے ہوتے ہیں کہ سال بھر نجی مصروفیات میں مشغول رہ کر ان کا تنظیمی فکر اور جذبہ ماند پڑ جاتا ہے لیکن سالانہ اجتماع میں شرکت کی وجہ سے ان کا جذبہ تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کے توسط سے یہ پروگرام کرنے کا ایک مقصد

مرتب: محمد رفیق چودھری

یہ بھی ہے کہ رفقاء اور احباب ذہنی طور پر اجتماع میں شرکت کے لیے تیار ہوجائیں، جو تیاری کرنی ہے وہ کرلیں اور اپنے اداروں سے جنہوں نے رخصت لینی ہے وہ لے لیں تاکہ وقت پر کسی دقت اور پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

سوال: تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے ہم عوام الناس کو دعوت عام نہیں دیتے۔ اس کے پیچھے کیا حکمت ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: عوام الناس کے لیے ہم احباب کا لفظ استعمال کرتے ہیں یعنی وہ لوگ جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے لگاؤ رکھتے ہیں، تنظیم اسلامی سے محبت رکھتے ہیں، اس کے منہج اور فکر کو پسند کرتے ہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ سالانہ اجتماع میں زیادہ اہتمام تنظیمی منہج اور فکر کی آبیاری اور یاددہانی کے حوالے سے ہوتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ رفقاء کی فکر اور ان کا جذبہ تازہ ہو جائے۔ جہاں تک احباب کا تعلق ہے تو پورے سال میں جہاں جہاں بھی ہمارے اجتماعات ہوتے ہیں، دروس قرآن ہوتے ہیں ان میں وہ شرکت کرتے ہیں اور ہم ان کو دعوت بھی دیتے ہیں۔ سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے بھی ہم احباب کو دعوت دیتے ہیں اور ہر اجتماع میں احباب شریک بھی ہوتے ہیں لیکن وہ قریبی احباب ہوتے ہیں جن تک تنظیم کی دعوت پہنچ چکی ہوتی ہے۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اجتماع میں شرکت کر کے تنظیم کے فکر اور مشن کو مزید سمجھیں اور پھر ایک قدم آگے بڑھ کر تنظیم میں شمولیت بھی اختیار کریں۔ البتہ چونکہ سالانہ اجتماع میں خواتین کے لیے کوئی انتظام نہیں ہوتا اس لیے ہم خواتین کو دعوت نہیں دیتے۔ تاہم لوکل سطح پر اجتماعات میں خواتین بھی شرکت کرتی ہیں جہاں شرعی پردے کا انتظام ہوتا ہے۔ جہاں تک اجتماعی دعا کا معاملہ ہے تو آخری دن دعا کے موقع پر حاضری اپنے عروج پر ہوتی ہے کیونکہ اجتماعی دعا کا موقع کبھی کبھی ملتا ہے۔ خاص مواقع پر اجتماعی دعا بھی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہے تاہم اس کو ٹرینڈ بنا کر ہم نے پروموٹ نہیں کرنا۔

سوال: سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے آپ رفقاء کو ترغیب و تشویق کے لیے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: رفقائے تنظیم کو معلوم ہے کہ سالانہ پلانر کے مطابق بحیثیت امیر تنظیم میرا دورہ ہر حلقہ میں دو مرتبہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ تنظیمی امور کے اعتبار سے اور ایک مرتبہ دعوتی امور کے اعتبار سے۔ وہاں رفقائے تنظیم سے عرض کیا کرتا ہوں کہ دیکھیں! ابھی تو میں خود آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ کا دیدار کرسکوں، ملاقات بھی ہوجائے، گفتگو بھی ہوجائے، افہام و تفہیم بھی ہو جائے، سوال و جواب بھی ہوجائیں، بیعت مسنونہ کا بھی اہتمام ہوجائے۔ اب میری خواہش ہوگی کہ ہم ایک دوسرے کا دیدار سالانہ اجتماع میں بھی کریں۔ امیر کی اس خواہش کو یہیں تک رکھ لیں تو کفایت کر جائے گا۔ البتہ وہ رفقاء جن کو ہم ملتزم رفقاء کہتے ہیں اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ:

فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ

چاہے مشکل ہو یا آسانی ہو، طبیعت چاہے یا نہ چاہے، میں نے حکم ماننا ہی ماننا ہے۔ لہٰذا ملتزم رفقاء کو صرف اتنی یاددہانی کہ سمع وطاعت فی المعروف کی بیعت کو ذہن میں لے آیئے تو پھر یہ سوال نہیں آئے گا۔ بہرحال امید ہے کہ رفقاء میری اس خواہش کا لحاظ رکھتے ہوئے حتی الامکان پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ۔ ماسوائے اس کے کہ کوئی عوارض کا معاملہ ہو یا خدانخواستہ کوئی ایمرجنسی کی بات آجائے۔ اس کے علاوہ ہم سب پلان بھی کریں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ آسانیاں اور توفیق عطا فرمائے۔

سوال: تنظیم اسلامی ڈاکٹر ذاکر نائیک کے سرکاری دورۂ پاکستان کو کس نظر سے دیکھتی ہے۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ ملک کے اندر آئین کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ (امیر صاحب، رفیق تنظیم اسلامی نارتھ سرکل)

امیر تنظیم اسلامی: حکومتیں نہ جانے کن کن لوگوں کو کن کن مقاصد کے تحت بلاتی رہتی ہیں لیکن اگر اللہ کے کسی نیک بندے کو کوئی حکومت بلائے جس سے اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کا کام لے رہا ہو تو ہمیں اس کا خیرمقدم کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک سے اللہ نے دین کا جو کام لیا ہے بہت کم لوگوں کے حصے میں یہ قبولیت آتی ہے۔ خاص طور پر تقابل ادیان کا علم اللہ نے ان کو عطا کیا ہے اور وہ پورے وثوق کے ساتھ دنیا کے سامنے دین کی دعوت پیش کرتے ہیں جس کو قبول کرتے ہوئے لاکھوں لوگ اسلام لا چکے ہیں۔ یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے اور اس دور میں ایسے افراد کا اُمت میں موجود ہونا نعمت سے کم نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے مزید خیر کا کام لے اور ان کو بلانے پر ہمارے حکمرانوں کو بھی اللہ تعالیٰ اجر دے۔ جب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کا پاکستان کا دورہ طے ہو گیا تو میں نے ان کے آنے سے دو ہفتے قبل اپنے خطاب میں ان کا خیرمقدم کیا اور لوگوں کو توجہ بھی دلائی۔ پھر ان سے گورنر ہاؤس کراچی میں ملاقات بھی ہوئی۔ تنظیم کی طرف سے ایک پریس ریلیز بھی جاری کی گئی۔ جہاں تک ملک کے اندر آئینی تنازع یا آئین کو بدلنے کی بات ہے تو یہ بحران آج کا نہیں ہے بلکہ آئین کے ساتھ یہ کھلواڑ تو شروع دن سے چلا آ رہا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک یا ملائشیا کے وزیراعظم کے دورے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی دوران سعودی وفد بھی معاہدے کر رہا ہے۔ اس پر کوئی سوال نہیں اُٹھا رہا۔ اگر کوئی بھانڈ، اداکار، مراثی، کافر، مشرک انڈیا سے آجائے تو کہا جاتا ہے کہ امن کا سفیر آ رہا ہے، امن کا پیغام لا رہا ہے۔ لیکن کوئی اللہ کا موحد بندہ دین کی بات کرنے کے لیے آجائے تو سوالات کھڑے کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ 77 برس ہو گئے، اللہ کے دین کے نفاذ سے منہ موڑے ہوئے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھے ہوئے اس پر کوئی سوال نہیں اُٹھا رہا۔ بے حیائی کے طوفان کو اجازت دے کر اللہ کے غضب کو دعوت دی جا رہی ہے اس پر کوئی سوال نہیں اُٹھا رہا۔ کوئی اداکار، کافر، مشرک شیطانی تہذیب کو پروموٹ کرنے آجائے تو بہت سی دینی جماعتوں کو بھی

اگر کوئی بھانڈ، اداکار، مراثی، کافر، مشرک انڈیا سے آجائے تو کہا جاتا ہے کہ امن کا سفیر آ رہا ہے، امن کا پیغام لا رہا ہے لیکن کوئی اللہ کا موحد بندہ دین کی بات کرنے کے لیے آجائے تو سوالات کھڑے کیے جاتے ہیں۔

پریشانی نہیں ہوتی۔ بہت سے غیر ضروری معاملات میں دینی سیاسی جماعتوں کو پریشانی ہو جاتی ہے مگر اللہ کے احکامات ٹوٹنے پر، اللہ کی شریعت پامال ہونے پر انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنے منفی رویوں پر نظر ثانی کرنے اور حق پر عمل کر کے اُس کی دعوت دینے کی ضرورت ہے۔

سوال: ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اپنا استاد مانتے ہیں جس کا انہوں نے اظہار بھی کیا۔ جب آپ کی ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی؟

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب سے میری گورنر ہاؤس کراچی میں ملاقات ہوئی جہاں میں نے انہیں تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے بارے میں بتایا اور ان دونوں کے تحت قائم اداروں اور ان کے ذریعے دعوتی ترتیب اور پروگرامز کے متعلق بتایا۔ انجمن خدام القرآن کے تحت کراچی، لاہور، فیصل آباد، جھنگ اور دیگر شہروں میں قرآن اکیڈمیز قائم ہیں جن کے تحت دروس قرآن کا سلسلہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ خطبات جمعہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ حلقہ جات قرآنی قائم ہیں۔ تربیتی کورسز ہوتے ہیں۔ اسی طرح تنظیم اسلامی کے تحت پورے ملک میں ہمارا نظم قائم ہے اور اس کے تحت دعوت دین اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں جدوجہد جاری ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ، تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کی کوششوں کو بہت سراہا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہم پوری اُمت کو جوڑنے کی بات کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآن کے پیغام کو عام کیا تو اس سے بڑھ کر کس کی بات اُمت کو جوڑنے والی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام الناس میں قرآن کو پڑھنے اور پڑھانے کی روایت کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ قرآن کا پیغام سنیں اور سمجھیں اور انہیں ہدایت حاصل ہو۔ البتہ داعیان دین کے لیے ان کا خصوصی پیغام تھا کہ جو لوگ بھی داعی کا کردار ادا کر رہے ہیں انہیں اللہ سے رجوع کرنے اور اللہ سے تعلق بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ان کے لیے تہجد کی نماز اور تہجد میں دعا کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کی کوششوں کو بھی سراہا جو خلافت راشدہ کے طرز پر نظام کے قیام کی جدوجہد میں لگی ہوئی ہے۔

سوال: بحیثیت مسلمان ہم پاکستان میں رہ کر فلسطین میں ہونے والے مظالم کو نہیں روک سکتے اور نہ ہی احتجاج کر سکتے ہیں کیونکہ حکومت کے اقدامات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ اسرائیل کے بائیں ہاتھ کے طور پر کام کر رہی ہے۔ اس صورتحال میں اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ ہی آخری حل ہے۔ اس سلسلہ میں عوام اور بالخصوص تنظیم اسلامی کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: جہاں تک احتجاج کا تعلق ہے تو اللہ کا شکر ہے کہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے پاکستان میں کئی حلقوں نے احتجاج بھی کیے ہیں، مارچ بھی ہوئے ہیں، دھرنے بھی دیئے گئے ہیں، آل پارٹیز کانفرنس بھی منعقد ہوئی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس لحاظ سے ابھی تک پاکستان میں مواقع ہیں۔ اگرچہ اسلام آباد میں ڈاکٹر مشتاق صاحب اور ان کی اہلیہ کے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں جن کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ البتہ ان چند ناخوشگوار واقعات کے علاوہ ہمارے ریاستی ادارے یا حکومتی مشینری رکاوٹ نہیں بنے۔ جماعت اسلامی کے امیر حافظ نعیم الرحمان کی تحریک پر آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں صدر مملکت اور وزیراعظم نے بھی شرکت کی اس کا اچھا میسج دنیا کو گیا ہے۔ اگر کسی بھی پارٹی کی جانب سے کوئی خیر کی بات سامنے آئے گی تو ہم اس کا خیرمقدم کریں گے۔ کچھ ممبران اسمبلی کی طرف سے بھی فلسطین کے حق میں بات کی گئی۔ بہرحال یہ کچھ مثبت اشارے بھی ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی اُمت مسلمہ کے حکمرانوں نے مایوس کیا

ہے اور سخت بے حمیتی کا مظاہرہ کیا۔ پاکستان ایٹمی صلاحیت کا حامل مسلم ملک ہے۔ تربیت یافتہ فوج ہے، میزائل ٹیکنالوجی ہے۔ آخر کتنی لاشیں گرنے کا انتظار ہے؟ کتنے بچوں کی جانیں جانے کا انتظار ہے؟ وہ فلسطینی بچے جو شہید ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں تمہاری شکایت اللہ کے سامنے ہم لگائیں گے۔ ہمارے حکمران کیا جواب دیں گے؟ جہاں تک عوام کا تعلق ہے تو ہم دعا کر سکتے ہیں، احتجاج کر سکتے اور زیادہ سے زیادہ مصنوعات کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں اور کر بھی رہے ہیں الحمدللہ۔ تنظیم اسلامی بھی اس سلسلہ میں مہم چلا رہی ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے ہی تنظیم اسلامی نے مہم کا آغاز کر دیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے مختلف شہروں میں سیمینارز کا انعقاد کیا، اپنے خطابات جمعہ میں مسئلہ فلسطین مستقل موضوع رہا۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مظاہرے بھی ہوئے ہیں، سوشل میڈیا پر بھی ہم نے مہم چلائی ہے۔ اسی طرح ہم نے حکمرانوں، سیاستدانوں، ممبران پارلیمنٹ، صحافیوں، علماء اور مذہبی جماعتوں کو خطوط بھی لکھے ہیں۔ ہمارے رفقائے تنظیم نے اپنے اپنے علاقوں میں گشت کر کے دکانوں پر جا کر لوگوں کو سمجھایا، ڈیپارٹمنٹل سٹورز کے مالکان کو سمجھایا۔ کئی دکانداروں نے اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کی سپلائی لینا ترک کر دیا اور کئی ڈیپارٹمنٹل سٹورز کے مالکان نے تین دنوں کے اندر ایسی مصنوعات کا سٹاک تلف کر دیا۔ اس کے علاوہ ہم نے اپنے خطابات میں اور مختلف ذرائع سے عوام کو بھی ترغیب دی ہے کہ وہ اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔

سوال: جس طرح امیر سے ملاقات پروگرام میں امیر محترم لوگوں کے سوالوں کا جواب عمدہ طریقے سے دیتے ہیں اسی طرح اگر پوڈ کاسٹ کے ذریعے امیر محترم اور آصف حمید صاحب حالات حاضرہ کے موضوعات پر گفتگو کریں، نوجوان طبقے کے مسائل مثلاً معاشی مسائل، دین سے بے زاری، ملک سے بے زاری، الحاد اور مادہ پرستی، ایمان اور جہاد، فتنوں سے بچاؤ اور فکر آخرت پر بات ہو تو کیا اس سے تنظیم کے کام میں بہتری نہیں آئے گی؟ (نجی اللہ صاحب، کراچی)

امیر تنظیم اسلامی: ہمارے اس پروگرام میں یقیناً ملک کے سیاسی حالات پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی اور اخلاقی پہلوؤں پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ انفرادی تربیت اور تعلیم کے معاملات پر بھی بات ہوتی ہے، بھائی نے جن موضوعات کی طرف توجہ دلائی ہے، ان کے متعلق سوالات لکھ کر بھیج دیا کریں، ان شاء اللہ ہم اپنی بساط کے مطابق اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے پوڈ کاسٹ کا ذکر کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دعوت کے لیے جدید ذرائع کو بھی استعمال میں لانا چاہیے البتہ اس حوالے سے جائز اور ناجائز کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ اسلام آنے سے پہلے کفار اور مشرکین کوہ صفا پر کھڑے ہو کر واصباحا کا نعرہ لگاتے تھے لیکن اعلان کرنے والا اپنے کپڑے اُتار دیتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اس دور کے اس میڈیا میں سے شر والا پہلو چھوڑ کر باقی اسی کو استعمال کیا اور کوہ صفا

> وہ فلسطینی بچے جو شہید ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں ہم تمہاری شکایت اللہ کے سامنے لگائیں گے۔ ہمارے حکمران کیا جواب دیں گے؟

پر کھڑے ہو کر قریش کو دعوت دی۔ اسی طرح غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے خندق کھودنے کا جدید طریقہ اختیار کیا۔ تنظیم اسلامی اسی طریقے پر گامزن ہے۔ شروع میں جب ڈاکٹر اسرار احمدؒ ٹی وی پر آ کر خطاب فرمایا کرتے تھے تو باقی دینی جماعتیں اعتراض کرتی تھیں لیکن آج وہی جماعتیں میڈیا کو استعمال کر رہی ہیں۔ اس تجویز کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔ تنظیم سے منسلک پلیٹ فارمز میں ایک پوڈ کاسٹ ''زمانہ گواہ ہے'' کے نام سے ہفتہ وار منعقد کیا جاتا ہے جس میں سینئر رفقاء تنظیم کے علاوہ معروف دانشور اور اہل علم بھی شرکت کرتے ہیں۔ اس پر مزید مشاورت بھی ہو رہی ہے کہ ہم قرآن اکیڈمیز کی سطح پر معاشرتی اور اخلاقی پہلوؤں پر گفتگو کریں۔

سوال: میں نے سنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اہلیہ غیر مسلم تھی جبکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ پاک مردوں کے لیے پاک عورتیں اور ناپاک مردوں کے لیے ناپاک عورتیں۔ برائے مہربانی وضاحت فرما دیں؟ (حامد بشیر صاحب، مقبوضہ کشمیر)

امیر تنظیم اسلامی: قرآن مجید میں حوالے موجود ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام دونوں کی بیویاں نافرمان تھیں، انہوں نے اپنی قوم کا ساتھ دیا اور دونوں جہنم کی آگ میں ہوں گی۔ دوسری طرف قرآن میں یہ بیان بھی موجود ہے: ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ﴾ (النور: 26)

''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے۔ اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے ہیں اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے۔''

یہ ایک حساس موضوع ہے جس پر مفسرین نے بھی کلام کیا ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ لوط علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی بیویوں نے ان کی بات نہیں مانی لیکن وہ کسی بدکاری یا فحش کام میں مبتلا نہیں تھیں۔ عقیدے اور فکر کے لحاظ سے انہوں نے اپنی قوم کا ساتھ دیا لیکن کردار کے لحاظ سے ان کا دامن پاک تھا۔ ان کے کردار کے خلاف تاریخ میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ چونکہ وہ کفر اور شرک پر قائم رہیں اس لیے قرآن کے مطابق وہ جہنم میں جائیں گی۔ سورہ نور کی اس آیت کی تفسیر میں بھی مفسرین کرام نے اس پر بحث کی ہے۔ اس کا مطالعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

دعائے مغفرت

إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ اسلام آباد شمالی کے ناظم دعوت ندیم حسین کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0314-5664999

☆ حلقہ اسلام آباد شمالی کے امیر اعجاز حسین کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-5568248

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے نقیب اسرہ محترم خالد جمیل کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-9023865

☆ حلقہ سکھر کے ملتزم رفیق عاشق علی کی بیٹی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-2606008

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق شمس دین کی 15 ماہ کی بیٹی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0345-3345767

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

کیا خوب ''ندامت'' کا ہے گویا کوئی دن اور

ایوب بیگ مرزا

ندائے خلافت کی اشاعت نمبر 36 میں راقم کی ایک تحریر شائع ہوئی تھی جس میں راقم نے چچا غالب سے زیادتی کرتے ہوئے اُن کے ایک مصرعہ کو یوں بگاڑا تھا ''جاتے ہوئے کہتے ہو لندن میں ملیں گے''، جس ''معزز'' ہستی کے حوالے سے یہ تحریر لکھی تھی، آج 25 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک یہ صاحب اپنے منصب کی معیاد پوری کر کے ریٹائرڈ ہو رہے ہیں تو راقم بھی اسد اللہ غالب کے ساتھ مزید زیادتی کرتے ہوئے اُن کے اس شعر کے دوسرے مصرعہ کو پھر بگاڑنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے عنوان یوں باندھا ہے کیا خوب ''ندامت'' کا ہے گویا کوئی دن اور۔ اسے عیب جوئی کہہ لیجئے یا کچھ بھی لیں راقم سمجھتا ہے کہ ریاست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز لوگوں کا خود اپنے منصب سے انصاف نہ کرنا ایک ایسا ناپسندیدہ فعل ہے جو صحیح طور پر عوام کے سامنے آنا چاہیے تاکہ مستقبل میں عوام دھوکہ نہ کھائیں۔

قاضی فائز عیسیٰ نے 17 ستمبر 2023ء میں چیف جسٹس آف پاکستان کا حلف اٹھایا اور پہلی مرتبہ یہ ہوا کہ کسی چیف جسٹس نے حلف لیتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ ظاہری طور پر اس پر اعتراض تو نہیں بنتا لیکن یہ عدلیہ میں پہلی بار ہوا۔ موصوف نے ایک خاص پس منظر میں یہ ریت ڈالی۔ درحقیقت سابقہ ریفرنس کے الزامات کا رخ محترمہ کی طرف تھا تو گویا یہ جوابی کارروائی تھی۔ عاقل را اشارہ بس است۔ ریفرنس کی بات سامنے آئی ہے تو پہلے اسی کا ذکر کر لیں راقم کی رائے میں اس حوالے سے عمران خان کا بحیثیت وزیراعظم طرزعمل بھی کس طرح درست نہیں تھا اُس کا وزارتِ عظمیٰ سے فارغ ہو کر یہ کہنا کہ یہ ریفرنس ریٹائرڈ آرمی چیف قمر جاوید باجوہ نے قائم کیا تھا میرا تو اس میں کوئی دخل نہیں تھا مجھے تو قاضی فائز عیسیٰ سے کوئی شکایت نہیں تھی تو گویا آپ ایک بے خبر اور بے بس وزیراعظم تھے۔ ملک کے وزیراعظم کی بے خبری اُس کی نااہلی اور نالائقی شمار ہوگی گویا آپ کان کے اتنے کچے تھے کہ ایک شخص کی بات کی آپ نے تصدیق کیے بغیر آپ نے اتنا بڑا قدم اٹھا لیا۔ پھر اسے عدالت میں صحیح طور پر لڑا بھی نہ گیا اور سچ جھوٹ ثابت ہو گیا۔

راقم کی ہمیشہ سے رائے ہے کہ کسی کے بھی عہد میں کوئی اچھا یا بُرا کام ہو وقت کے حکمران کو اُس کی ذمہ داری لینی ہوگی۔ عمران خان نے وزارتِ عظمیٰ سے فارغ ہو کر یہ بیان شاید اس توقع پر دیا تھا کہ قاضی فائز عیسیٰ چیف جسٹس کی حیثیت سے اُن پر ہاتھ ہولا رکھیں گے لیکن یہ اُن کی غلط فہمی تھی۔ اُن کے اور اُن کی جماعت تحریک انصاف کے ساتھ ایسی ایسی زیادتی اور انتقامی کارروائیاں ہوئیں لیکن موصوف چیف جسٹس نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ یہ بھی کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ اس حوالے سے خود اُن سے جو ہو سکا اُنہوں نے کیا۔ قاضی صاحب نے پچاس سالہ پرانے کیس لگائے اور اپنی طرف سے زیادتی کی تلافی کی۔ مثلاً: بھٹو کا کیس جسے عرفِ عام میں جوڈیشل مرڈر کہا جاتا ہے دوبارہ لگا کر انصاف خوب تقسیم کیا لیکن اُن کی آنکھوں کے سامنے جو مظالم ہو رہے تھے جس طرح سیاسی مخالفین کے گھر، کاروبار اور فیکٹریاں برباد کی جا رہی تھیں۔ بیمار بچوں کو بستروں سے گھسیٹ کر زمین پر پٹخا جا رہا تھا۔ چادر اور چار دیواری کی بے حرمتی ہو رہی تھی نوجوان خواتین کی درجن بار ضمانتیں ہوتی تھیں اور پولیس جیل کے باہر نیا کیس گھڑ کر دوبارہ گرفتاری ڈال لیتی تھی اور یہ معاملہ خالصتاً قاضی صاحب کے دائرہ اختیار میں تھا، لیکن اُنہوں نے اس ظلم وستم سے منہ پھیر رکھا تھا بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اُن کے کئی فیصلوں سے اس ظلم وستم کی پشت پناہی ہوئی۔

موصوف نے فیض آباد کیس میں اسٹیبلشمنٹ کے خلاف فیصلہ دینے پر بڑی نیک نامی کمائی۔ راقم آج بھی اُن کے اس فیصلے کو سراہتا ہے، لیکن موصوف جب چیف جسٹس بنے تو اُن کا سوفٹ ویئر update ہو گیا۔ وہ سابقہ ججوں کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ اُنہوں نے مارشل لاء پر مہر تصدیق ثبت کی۔ بات بالکل درست ہے لیکن وہ تو کئی کئی سال بعد نظریہ ضرورت کے تحت یہ ناپسندیدہ کام کرتے تھے۔ آپ اپنے گزشتہ تیرہ (13) ماہ میں کیے گئے فیصلوں کا جائزہ لیں اکثر پر خاکی مہر ثبت ہوتی واضح نظر آئے گی۔ اور تو اور آپ نے اپنے ہی ادارے یعنی عدلیہ پر حکومتی اور خاکی شکنجہ کس دینے پر نہ صرف خاموشی اختیار کی ہے بلکہ ''اُن'' کی بھرپور مدد کی، آپ نے محض ذاتی مفاد میں اپنے گھر پر غیروں کے قبضے کا راستہ ہموار کیا۔ فیض آباد کیس کا فیصلہ دے کر اینٹی اسٹیبلشمنٹ ہونے کے دعوے دار جب چیف جسٹس بنتے ہیں تو فوجی عدالتوں کے کیس میں ایک بنچ بناتے ہیں جس کا فیصلہ اُن کے سرپرستوں کو پسند نہیں آتا تو غیر روایتی طور پر دوبارہ ایک اور بینچ بنا دیتے ہیں اور فیصلہ reverse کر دیا جاتا ہے۔

63A بعض لوگوں کے نزدیک ایک متنازعہ شق تھی لیکن آپ نے پورا ایک سال اُس کا ذکر ہی نہیں کیا لیکن جب اسٹیبلشمنٹ کو اُسے ختم کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ گھوڑوں کی خرید وفروخت آسان ہو سکے تو آپ نے فوراً آگے بڑھ کر اصطبل کا دروازہ کھول دیا بلکہ توڑ ہی دیا۔ ایک سال تک آپ کو اس نیک کام کا خیال ہی نہ آیا۔

آئینی ترمیم جسے مولانا فضل الرحمٰن نے ووٹ بھی دیا ہے اور کالا ناگ بھی کہا ہے۔ آپ کے عہد کے آخری ہفتہ میں جس طرح اختر مینگل کی جماعت بلوچستان نیشنل پارٹی کے سینیٹر قاسم رونجو کو ڈائلیسز کراتے ہوئے اٹھایا گیا اور بیٹے کو بھی resist کرنے پر اٹھا لیا گیا۔ سینیٹر نسیمہ احسان نے رو رو کر بتایا کہ پہلے اُن کے بیٹے کو اٹھایا گیا پھر اُن کے شوہر کو اٹھا لیا گیا خاتون سینیٹر نے صاف صاف کہا کہ اُنہیں بچانے کے لیے میرے پاس اس وقت اور کوئی آپشن نہیں کہ میں ترمیم کے حق میں ووٹ دوں۔ شاہ محمود قریشی کی بہو کو اٹھا لیا گیا اور نہ جانے کیا سلوک کیا کہ اُن کے بیٹے زین قریشی کے بارے میں یہ خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ وہ منحرف ہو رہے ہیں۔ بہرحال ظلم وستم کا اندھیر قاضی صاحب کے سامنے مچا رہا مگر مجال ہے جو قاضی صاحب کی قاضیت ٹس سے مس ہوئی ہو۔ وہ صرف اُن کیسوں کی صدا لگاتے رہے جن کے

بارے میں اُن کی رائے تھی کہ ان کا فیصلہ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے دشمن کے خلاف جا سکتا ہے لہٰذا خصوصی نشستوں کے آٹھ ججوں کے فیصلے پر نظر ثانی کے لیے قاضی صاحب ایک ہفتہ میں ہی اصرار کرنے لگے لیکن منصفی کا اندازہ کریں 8 فروری کے الیکشن کے خلاف پٹیشن کب کی پڑی ہے۔ قاضی صاحب اُس فائل سے گرد جھاڑنے کو تیار ہی نہیں۔ اس صورتِ حال کو راولپنڈی کے کمشنر بیچارے لیاقت علی چٹھہ کے اقبالی بیان کی روشنی میں دیکھیں۔ چٹھہ صاف انکشاف کرتے ہیں کہ چیف الیکشن کمشنر اور چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے گٹھ جوڑ کر کے الیکشن کے نتائج پلٹ دیئے تھے۔ اور اس ساری بددیانتی کے وہ عینی شاہد ہیں کمشنر صاحب اُس دن سے غائب ہیں۔ لہٰذا اُس پٹیشن کے نتیجہ میں قاضی صاحب کس کے خلاف اقدام کریں گے؟

جہاں تک اُس آئینی ترمیم کا تعلق ہے جسے مولانا فضل الرحمٰن سیاہ ناگ قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ہم نے اس ناگ کے زہریلے دانت توڑ دیئے ہیں یہ مولانا کا فیصلہ ہے۔ راقم کی رائے میں زہریلے دانت صحیح طور پر نہیں ٹوٹے۔ ابھی اس ترمیم میں کافی زہر باقی ہے اور پھر یہ کالے ناگ کے ٹوٹے ہوئے زہریلے دانت دوبارہ بھی اُگ آتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی ریٹائرڈ ہونے والے چیف جسٹس کا بڑا اہم رول ہے۔ اقتدار کی غلام گردشوں میں اُس پر کام تو کئی ماہ سے جاری تھا۔ موصوف چیف جسٹس بھی اُس کو ذہن میں رکھے ہوئے تھے۔ مبارک ثانی کیس کے حوالے سے موصوف کچھ ماہ پہلے اُس قادیانی کے حق میں دوٹوک فیصلہ دے چکے تھے جس پر عوامی سطح پر عمومی اور مذہبی حلقوں کی طرف سے خصوصی اور بھرپور ردِعمل سامنے آیا۔ جب موصوف کے سامنے اس کیس پر نظر ثانی کا معاملہ آیا تو اب آئینی ترمیم پر بھی اندر ہی اندر کام کافی تیز ہو چکا تھا۔ یہ بات ظاہر ہو چکی تھی کہ JUI(F) کی رضامندی کے بغیر آئین میں ترمیم نہیں ہو سکے گی لہٰذا چیف جسٹس (ر) کا رویہ بھی بدل چکا تھا۔ مبارک ثانی کیس کا review موصوف نے لگا لیا اور علماء کرام کو بھی بلا لیا۔ شنید یہ ہے کہ موصوف نے مولانا فضل الرحمٰن کو خصوصی دعوت دی کہ وہ مقررہ تاریخ پر سپریم کورٹ تشریف لائیں اور یہ خبر تو اخباروں میں آ چکی ہے کہ موصوف کے سیکرٹری نے عدالت سے باہر نکل کر مولانا کا استقبال کیا اور انہیں بڑا پروٹوکول دیا گیا۔

اُس وقت ترمیم کچھ یوں سامنے آ رہی تھی کہ ججز کی ریٹائرمنٹ کی عمر تین سال بڑھا دی جائے گی اور ایک آئینی عدالت قائم کی جائے گی جس کے موصوف سربراہ ہوں گے۔ لیکن بعد میں ترمیم مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے سیاست دانوں کے مشورہ سے بات یہاں تک پہنچی کہ ریٹائرمنٹ کی عمر نہیں بڑھائی جائے گی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مولانا ہی نے عمر بڑھانے اور موصوف کو آئینی سربراہ بنانے کی مخالفت کی اگرچہ حالات و واقعات سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ موصوف ترمیم پیش ہونے کے آخری مراحل تک یہ کوشش کرتے رہے کہ عمر بڑھا دی جائے تاکہ اُن کو ایکسٹینشن مل جائے۔ البتہ زبان سے اس بات سے انکاری تھے۔ سیاست دانوں نے اپنا مفاد دیکھنا تھا کہ کس طرح عدلیہ پر حکومت کا شکنجہ کسا جا سکتا ہے جب اُن کا یہ مسئلہ حل ہوگیا تو وہ قاضی کو بھول گئے اور قاضی صاحب کا معاملہ خسر الدنیا والآخرۃ کا ہوگیا۔ بہرحال سیاہ ناگ کے کچھ زہریلے دانت توڑ کر ترمیم کر لی گئی۔ قاضی صاحب نے جس ادارے میں ساری زندگی گزاری اُسی کی جڑیں کھودنے میں کلیدی رول ادا کیا۔ قاضی صاحب کے بارے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ اُنہوں نے جسٹس منیر پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اب نظریہ ضرورت کی ایجاد اور عدلیہ کی بربادی پر کوئی اُن کا نام نہیں لے گا۔ قاضی صاحب نے جاتے جاتے اپنے انتہائی متنازعہ فیصلہ کی نظر ثانی اپیل بھی مسترد کر دی جو انہوں نے تحریک انصاف کا نشان بَلا چھیننے کا لیا تھا جسے پاکستان کا شاید ہی کوئی قانون دان یا ماہر آئین درست قرار دے سکتا ہے گویا قاضی صاحب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو رہا۔ راقم دعا گو ہے کہ اللہ خود میرے اور قاضی صاحب کے بھی گناہ معاف فرمائے، ہاں البتہ اُن لوگوں کا روزِ قیامت استغاثے کا حق قائم رہے گا جن کا مستقبل اور زندگیاں قاضی صاحب کے فیصلوں کی وجہ سے برباد ہوگئیں۔

راقم کی رائے میں ایک جج کو صحیح معنوں میں جج ہونا چاہیے وہ عدل کو بنیاد بنا کر ہر چیز کو جج کرے۔ ایک زمانہ تھا ٹیلی ویژن تو موجود نہیں تھا لیکن اچھے جج نہ اخبار پڑھتے تھے نہ ریڈیو سنتے تھے تاکہ اُن کا ذہن فیصلہ کرتے وقت کسی خبر سے متاثر نہ ہو جائے۔ کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں چیف جسٹس میاں عبدالرشید جیسا جج جو وزیراعظم کی چائے کی دعوت ٹھکرا دیتا ہے کہ وہ حکومت کے خلاف کیس کی سماعت کر رہے تھے، ریٹائرمنٹ والے دن اپنے پین کی سیاہی واپس دوات میں انڈیل گئے کہ یہ حکومت کی امانت ہے۔ اُن کے بعد بھی بعض بڑے اچھے اچھے جج آئے سب کے نام نہیں لکھے جا سکتے۔ جسٹس تنزیل الرحمان بھی فرشتہ سیرت جج تھے جنہوں نے سود کے خلاف ایسا فیصلہ لکھا کہ دنیا جہاں کے سیکولر قانونی ماہرین اپنے ہاتھوں پر دانت کاٹتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عدل کا سب سے بڑا اور حقیقی علمبردار اسلام ہے۔ راقم کئی مرتبہ یہ عرض کر چکا ہے کہ اسلام میں سے عدل نکال دیں تو کچھ نہیں بچتا۔ عدل قوموں کی بقا کا ضامن ہوتا ہے۔ عدل وقسط وہ شاہراہ ہے جو اس پر قائم رہا جنت اُس کی منزل ہے اور جو اس سے بھٹک گیا جہنم اُس کا مقدر ہے۔ یاد رکھیے! عدل کا قیام صرف جج کا اختیار نہیں وقت کے حکمرانوں کو وہ ماحول دینے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ عدل قائم کر سکیں اگرچہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک والی بات ہے۔ حضرت عمرؓ خلیفہ وقت ہیں کسی مقدمہ میں قاضی کے سامنے پیش ہوتے ہیں مدعی بھی حاضر ہوتا ہے۔ قاضی خلیفہ وقت کو نشست پیش کر دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پہلی ناانصافی قاضی تم نے کر دی صرف مجھے نشست پیش کر دی ہے۔ گویا قاضی کو عدل کرنے کے لیے ماحول فراہم کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ بھی قاضی کے سامنے پیش ہوتے ہیں قاضی اُن کے خلاف فیصلہ دیتا ہے لیکن آپ چوں چرا نہیں کرتے لیکن مدعی جانتا تھا کہ حضرت علیؓ سچے ہیں لہٰذا وہ قائل ہی نہیں گھائل بھی ہوگیا۔ لہٰذا حکمرانوں کو بھی عدالتوں کو عدل کرنے کا ماحول دینا ہوگا نہ کہ اُن پر شکنجہ کسنے کے لیے ملکی قوانین میں ترمیم کرنا ہوں گی۔ اس پس منظر میں یہ سمجھنا آسان ہوگا کہ ونسٹن چرچل نے کیوں کہا تھا کہ اگر ہماری عدالتیں انصاف دے رہی ہیں تو ہمیں شکست نہیں ہو سکتی۔ ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ عدل کے معمار محسن انسانیت رحمت العالمین حضور ﷺ نے کیوں فرمایا تھا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی خدانخواستہ چوری کرے گی تو اُس کے ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دوں گا۔ درحقیقت اسلام اور عدل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یاد رکھیے! جو معاشرہ عدل سے محروم ہو وہ بالآخر انتشار اور فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

❀❀❀

یہ مائنڈ سیٹ اصل میں ہمارے معاشرے کے اخلاقی بانجھ پن کو واضح کرتا ہے کہ ہم بغیر تحقیق کیے کوئی بھی خبر پھیلا دیتے ہیں، حکومت سوشل میڈیا کو کنٹرول کرنے کے لیے چین کی طرح اپنی Apps تیار کرے: آصف حمید

’’کسی قوم کو تباہ کرنا ہو تو اس کا نظامِ تعلیم تباہ کر دو‘‘، ہم اسی عالمی سازش کا شکار بنے ہوئے ہیں: عبدالوارث

بحیثیت مجموعی ہم دیکھیں تو پاکستان کا تعلیمی نظام مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہے: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

مخلوط نظامِ تعلیم کے معاشرت پر اثرات کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: پنجاب کالج کا اصل واقعہ کیا ہے اور طلبہ وطالبات جو احتجاج اور مظاہرے کر رہے ہیں اس کے اصل محرکات کیا ہیں؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اس واقعہ میں مدعی چست اور گواہ ست والا معاملہ ہے۔ جن لوگوں پر الزام لگایا گیا اُنہوں نے بھی اسے مسترد کر دیا اور جو الزام لگانے والے تھے وہ بھی یہ کہہ کر پیچھے ہٹ گئے کہ ہم نے تو کسی سے سنا تھا۔ اس کے بعد پتہ چلا کہ پہلے پہل جتنی بھی خبریں اس حوالے سے سامنے آئیں وہ ایک خاص جماعت کے اکاؤنٹ سے نکلی تھیں۔ پھر اس کی ٹائمنگ بھی دیکھیں، ایک طرف شنگھائی کانفرنس چل رہی ہے، اہم ممالک کے صدور اور کئی وفود آئے ہوئے ہیں اور دوسری طرف ملک کو بدنام کرنے کا یہ سارا سلسلہ چل رہا ہے۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ہم دجل کے دور میں زندہ ہیں۔ ہر طرف ڈس انفارمیشن کی اتنی دھند چھائی ہوئی ہے کہ صحیح سمت یا حقیقت نظر ہی نہیں آ رہی۔ اصل معاملہ کیا ہے ہمیں کچھ پتہ نہیں، مگر بعد کے تاثرات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ کوئی ففتھ جنریشن وار فیئر کا معاملہ تھا اور اس واقعہ کی آڑ میں پورے ملک کو مفلوج کرنا مقصود تھا۔ پھر اس کالج کی برانچز کو خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے۔ غالباً منڈی بہاؤالدین کی برانچ میں کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا اور کچھ ایسی خبریں بھی آئیں کہ کوئی گارڈ شدید زخمی ہوا یا مارا گیا، کئی طلبہ زخمی ہوئے اور کئی کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے بارے میں بھی دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ احتجاج کر رہے تھے تو پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ دوسرا یہ کہ لڑکے گرلز کیمپس میں داخل ہو گئے تھے اس لیے ان پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ وہی بات کہ ہم دجل کے دور میں زندہ ہیں، سمجھ میں نہیں آتا ہم کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ بہرحال بحیثیت مجموعی ہم دیکھیں تو پاکستان کا تعلیمی نظام مکمل طور پر مفلوج ہو گیا ہے۔ تعلیمی اداروں پر، ان کے ڈائریکٹرز، ٹیچرز، پروفیسرز پر سوال کھڑا ہو گیا ہے۔ کسی زمانے میں شاگرد اُساتذہ کی جوتیاں سیدھی کیا کرتے تھے، اتنا ادب تھا لیکن اب کیا صورتحال ہے؟ طلبہ جن اساتذہ اور پروفیسرز کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں، ان کو گالیاں دے رہے ہیں وہ کس منہ سے طلبہ کے سامنے جائیں گے۔

سوال: دین اسلام ہمیں کسی بھی خبر کی تصدیق کے حوالے سے کیا رہنمائی دیتا ہے؟

آصف حمید: قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہے:

﴿وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ﴾ (البقرۃ: 191)

’’اور فتنہ قتل سے زیادہ (سنگین برائی) ہے۔‘‘

سوشل میڈیا کے اس دور میں یہ آیت بڑی مبرہن ہو کر سامنے آ رہی ہے۔ پنجاب کالج کا واقعہ جب میں نے سنا تو پہلا سوال ذہن میں یہ آیا کہ جس پر بھی الزام ہے اس کو پکڑ کر کالج کی انتظامیہ سامنے کیوں نہیں لاتی کہ یہ بندہ ہے، ہم نے اس کو سزا دی ہے اور آئندہ کے لیے یہ قواعد و ضوابط بنا دیئے ہیں۔ جان چھوٹ جاتی اور معاملہ ختم ہو جاتا، کالج یا حکومت کو اس کا دفاع کرنے کی کیا ضرورت ہے جس کی وجہ سے سارا فساد پھیل رہا ہے، کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے اور بدنامی الگ سے ہو رہی ہے۔ پھر بات یہ سامنے آئی کہ اصل میں معاملہ کچھ اور ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس واقعہ کی آڑ میں بنگلہ دیش جیسے حالات پیدا کیے جائیں۔ اصل میں غور طلب بات یہ ہے کہ اس طرح کا کوئی بھی واقعہ ہوتا ہے، کسی پر کوئی الزام لگتا ہے جیسے توہین مذہب کا الزام ہو تو لوگ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ، بندے کو پکڑ کر مار دیتے ہیں۔ یہ مائنڈ سیٹ اصل میں ہمارے معاشرے کے اخلاقی بانجھ پن کو واضح کرتا ہے کہ ہم اخلاقی طور پر کس حد تک گر چکے ہیں۔ حالانکہ ہمارا دین کہتا ہے کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی خبر آئے تو پہلے اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اس تحقیق کے پہلو کو سوشل میڈیا کی یلغار نے گویا مفلوج کر دیا ہے۔ دکھ ہوتا ہے کہ کس قسم کے سکینڈل تھوپے جاتے ہیں، ہر طرف ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالا جا رہا ہے، گندی سے گندی بات بھی ہو تو رائی کا پہاڑ بنا کر کھڑا کیا جاتا ہے اور سیاسی پارٹیاں اس مکروہ کھیل میں سب سے آگے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل برطانیہ میں فسادات ہوئے اور بعد میں پتا چلا کہ کوئی پاکستانی تھا جس نے جھوٹی خبر پھیلائی تھی۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ سوشل میڈیا جیسے بے قابو ٹول پر ہم جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس سے واضح طور پر منع کیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی واضح احادیث ہیں کہ جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو، تہمت نہ لگاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))

(رواہ المسلم) ’’کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے۔‘‘

آج ہم نہیں دیکھتے کہ خبر سچی ہے یا جھوٹی ہے، اپنے کسی مخالف فرقے، گروہ یا پارٹی کے خلاف ہو تو فوراً آگے شیئر کر دیتے ہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ بھی کر دیتے ہیں، یہ ساری وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں منع کیا ہے مگر یہاں ان احکامات کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اسی معاشرے میں اس قدر گناہ کے کام ہو رہے ہیں، ناچ گانے کی محفلیں ہو رہی ہیں، بے حیائی کا طوفان سڑکوں پر نظر آ رہا ہے، کسی بھی پارک میں چلے جائیں تو لگتا ہی نہیں کہ یہ مسلم معاشرہ ہے، کالجز اور یونیورسٹیز میں مخلوط ڈانس پارٹیز ہو رہی ہیں، وہاں ہمیں اسلام کیوں یاد نہیں آتا؟ ہمارے جذبات کہاں چلے جاتے ہیں؟ شادی بیاہ کے مواقع پر جو بے حیائی ہوتی ہے اور اس کو پھر سوشل میڈیا پر بھی ڈالا جاتا ہے تو اس وقت ہماری غیرت کہاں چلی جاتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے اس پر ہمارا ایمان کیوں نہیں جاگتا؟ لیکن سوشل میڈیا پر کوئی بھی فساد پھیل جائے تو ہم بغیر تحقیق کے اس فساد میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا کو قابو میں کرنے کے لیے کچھ پابندیاں بھی لگائے اور اپنی Apps بنائے۔ جیسے چین میں یوٹیوب، فیس بک، WhatsApp نہیں ہے، اس کے متبادل انہوں نے اپنے اپنے بنائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں امن ہے اور چین ترقی بھی کر رہا ہے جبکہ یہاں آئے دن کوئی نہ کوئی فساد پھوٹتا ہے اور ترقی کا سفر روک دیتا ہے۔

سوال: ہمارے تعلیمی اداروں میں میوزکل کنسرٹس ہو رہے ہیں، سپورٹس گالا اور بون فائر ہو رہے ہیں۔ اس کے خلاف طلبہ احتجاج کیوں نہیں کرتے؟ کیا والدین کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ان غیر اخلاقی سرگرمیوں کے خلاف آواز اُٹھائیں کہ ہم بچوں کو تعلیم کے لیے بھیجتے ہیں اور آپ انہیں کیا سکھا رہے ہیں؟ کیا یہ والدین کی کوتاہی ہے یا کوئی عالمی ایجنڈا ہے جس کو پورا کیا جا رہا ہے؟

عبدالوارث: آج ہمارے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی جو حالت زار ہے شاید اسی حوالے سے اقبال نے کہا تھا کہ

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ
شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

آج ہم جس ذلت اور رسوائی کا نشان بنے ہوئے ہیں اس کا بنیادی سبب ہمارے تعلیمی ادارے ہیں۔ آج والدین کو یہ تو پتا ہے کہ دنیا کی چند سالہ زندگی کے لیے کون کون سے علوم حاصل کرنے ہیں، اس کے لیے وہ کروڑوں روپے بھی خرچ کر رہے ہیں، قیمتی وقت بھی صرف کر رہے ہیں لیکن جو ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے اس کے حوالے سے والدین کو کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ یہ اس وقت کا ہمارا سب سے بڑا المیہ ہے۔ اب کچھ لوگوں کو احساس ہو گیا ہے کہ ہم طلبہ اور طالبات کے لیے علیحدہ علیحدہ تعلیمی نظام کی بات کرتے ہیں تو اُس کی کس قدر اہمیت ہے۔ مخلوط نظام تعلیم

> **مخلوط نظام تعلیم کی وجہ سے ہی ایسے واقعات ہوتے ہیں جن میں بچیاں جنسی درندگی کا نشانہ بنتی ہیں۔ اسی وجہ سے اب اس کو ایجوکیشن نہیں بلکہ ایجوکیشن ٹریپ کہا جاتا ہے۔**

کی وجہ سے ہی تو ایسے واقعات ہوتے ہیں جن میں بچیاں جنسی درندگی کا نشانہ بنتی ہیں۔ اسی وجہ سے اب اس کو ایجوکیشن نہیں بلکہ ایجوکیشن ٹریپ کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کو تباہ کرنا ہو تو اس کا نظام تعلیم تباہ کر دو۔ ہم اسی عالمی سازش کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ اس جال سے نکلنے کے لیے ہمیں دوبارہ اپنی فطرت کی طرف لوٹنا پڑے گا۔ طلبہ اور طالبات کے لیے علیحدہ علیحدہ تعلیمی ادارے بنانے ہوں گے۔ جہاں طالبات کے لیے ٹیچرز اور پروفیسرز بھی خواتین ہوں اور گارڈز بھی خواتین ہوں۔ والدین کو ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور انہیں آج ہی فیصلہ کرنا چاہیے کہ وہ ایسے اداروں میں اپنے بچوں کو نہیں بھیجیں گے جہاں مخلوط ماحول ہوگا اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔ اگر ہمیں تباہی سے بچنا ہے تو یہ لازماً کرنا ہے۔

سوال: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مخلوط نظام تعلیم اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سراسر خلاف ہے اور اس کے خلاف جدوجہد کرنا ہم سب کا دینی فریضہ ہے۔ کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ حکومت دستوری اور قانونی سطح پر اس حوالے سے کوئی قدم اُٹھائے اور اس معاملے کو لے کر آگے بڑھے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: ایک آئیڈیلزم کی دنیا ہے کہ ایسا ہونا چاہیے، اس طرح ہونا چاہیے لیکن ایک حقیقت کی دنیا ہے جس میں ہم سب لوگ بین الاقوامی دھاگوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ بین الاقوامی ادارے اپنے تمام تر جائز اور ناجائز مطالبات مالی امداد کی آڑ میں ہم سے منواتے ہیں۔ نام مالی امداد ہوتا ہے لیکن اس میں وہ سودی قرض ہی ہوتا ہے جو ہم نے سود کے ساتھ چکانا ہوتا ہے۔ جب تک آپ آزاد نہیں ہوتے، آپ آزادانہ فیصلے نہیں کر سکتے۔ لہٰذا سرکاری سطح پر آپ ایسی کسی بھی قانون سازی کو فی الحال بھول جائیے۔ جو ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری سطح پر صوفی کونسل کا انعقاد ہوتا ہے اور اس میں بھی مخلوط ماحول ہوتا ہے۔ آپ سیکولرز کو تو چھوڑیئے، دین کے علمبردار کیا کر رہے ہیں، ان کا حال دیکھئے! غامدی صاحب نے جو خانقاہ بنائی ہے اس میں بھی مخلوط ماحول ہے۔ ان کے ایک خاص پیروکار ہیں وہ بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ خود کو مجدد بھی کہہ رہے ہیں تو آپ دیکھ لیں کہ معاملات کس طرف جا رہے ہیں۔ ان حالات میں جو ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھر کے اندر شریعت کا نفاذ کریں اور دین کے مطابق اپنے بچوں اور بچیوں کی تربیت کریں۔

سوال: اس دور میں اگر کوئی مسلمان چاہتا ہے کہ اس کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت اسلام کے مطابق ہو اور وہ بڑے ہو کر اسلام کے پیروکار بنیں تو ہمارے سامنے کون کون سے متبادل ہیں؟ کن اداروں میں تعلیم دلوائی جائے؟

آصف حمید: والدین یہ تو سوچتے ہیں کہ ہمارے بعد ہماری اولاد کا کیا ہوگا لیکن یہ نہیں سوچتے کہ مرنے کے بعد ہمارا کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حکم دیتا ہے:
﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6) ''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے''

یہ اتنی بڑی وارننگ ہے کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور جہنم کی آگ سے بچنا ہماری ترجیح اول بن جائے۔ گھر میں اگر گلاس ٹوٹ جائے تو ہمیں غصہ آتا ہے، لیکن اللہ کے احکامات گھر میں ٹوٹ رہے ہوں تو ہمیں غصہ نہیں آتا۔ سکول بھیجنے کے لیے ہم بچوں کو صبح چھ بجے اُٹھا دیتے ہیں لیکن نماز کے لیے اُٹھانا ضروری نہیں سمجھتے۔ گویا اللہ کا دین ہماری ترجیح ہی نہیں۔ معاذ اللہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ((بدأ الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما بدأ فطوبی للغرباء)) ''اسلام اپنے آغاز میں اجنبی تھا اور عنقریب پھر اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا، خوش بختی ہے اجنبیوں کے لیے۔'' یعنی وہ لوگ جو اس دور میں اسلام پر کاربند ہوں گے انہیں معاشرہ اپنے سے الگ کر دے گا۔ آج ہمارے

معاشرے میں بالکل ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہمارے پاس آپشنز کیا ہیں؟ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جہاں تک ہمارا اختیار ہے وہاں ہم مکلف بھی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہ)) ''تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

اگر جہنم کی آگ سے خود بچنا اور اپنی فیملی کو بھی بچانا میری ترجیح میں ہوگا تو میں سوچوں گا کہ اپنے بچوں اور بچیوں کو کون سے تعلیمی ادارے میں داخل کروں؟ ہراسمنٹ یا جنسی زیادتی کے معاملات وہاں ہوتے ہیں جہاں مخلوط ماحول ہوتا ہے۔ چاہے تعلیمی ادارے ہوں یا کاروباری ادارے ہوں۔ والدین کو پہلی چیز یہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو ایسے اداروں میں نہ بھیجیں۔ مغرب تو یہ چاہتا ہے کہ ہم فرائیڈ کے نظریے پر چل کر جانوروں سے بھی بدتر ہو جائیں، یعنی شرم وحیا، حلال اور حرام کی تمیز اُٹھ جائے، محرم اور غیر محرم کا فرق بھی مٹ جائے۔ اسی لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں اور سوچیں کہ وہ ان کے لیے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں اور میرے مرنے کے بعد وہ میرے لیے صدقہ جاریہ بنیں گے یا میرے لیے باعث عذاب بنیں گے۔ معاشرہ تو نہیں وہ ساری چیزیں مہیا کر رہا ہے جس سے ان کی آخرت تباہ ہو جائے مگر والدین کا کام ہے کہ وہ اپنی اور ان کی آخرت کی فکر کریں کیونکہ وہاں ہر ایک چیز کا حساب دینا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ''اے فاطمہ بنت محمد! اپنی جان کو جہنم کی آگ سے بچا لے، کیونکہ میں تجھے کوئی نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔'' ہمارے ہاں ایک تصور بن گیا ہے کہ زندگی میں جو کچھ مرضی ہے کرو مرنے کے بعد دیگ پکا کر بانٹ دی تو بس بخشے جاؤ گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایجنڈا باہر سے آتا ہے مگر ایجنڈے کو نافذ کرنے والے میر جعفر اور میر صادق ہمارے اندر موجود ہیں۔

سوال: ہمارے معاشرے اور تعلیمی اداروں میں لادینیت اور الحاد بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اگر اس طوفان کے آگے بند نہ باندھا گیا تو ہماری نسلوں کا رشتہ دین سے کٹ جائے گا۔ اس حوالے سے آپ کیا تجاویز دیں گے کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی نوجوان نسل کو دین کی طرف موڑ سکیں؟

عبدالوارث: اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے'' (التحریم:6)

والدین کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ بچہ پیدا کر کے اس کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کو پورا کر دیں بلکہ اس کی اخلاقی اور دینی تربیت، آخرت کے حوالے سے فکر دلانے کی ہر ممکن کوشش کرنا بھی والدین کا فرض ہے۔ ہم نے سارا انحصار تعلیمی اداروں پر کر لیا، حالانکہ تعلیمی اداروں میں کبھی بھی وہ تربیت میسر نہیں آسکتی جو گھر میں دی جا سکتی ہے۔ والدین ان کی تربیت کے مکلف ہیں، ان سے کل پوچھا جائے گا اور مرنے کے بعد وہی اولاد ان کو جہنم میں لے جانے کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ بیرونی ایجنڈے تو ہیں لیکن کیا ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں؟ اقبال نے کہا تھا:

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

جب گھر سے ہم اپنے بچوں کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مطلب اور مفہوم بتا کے بھیجیں گے تو پھر الحاد ان پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ تعلیمی اداروں کا تو دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ بچوں کو دینی تربیت دیں گے۔ یہ تو والدین کا کام ہے کہ بچوں کو تربیت دیں کہ جب ان کے پاس کوئی خبر پہنچے تو پہلے تحقیق کر لو، غیبت مت کرو، جھوٹ مت بولو۔

آصف حمید: لادینیت اور الحاد ہمارے ہاں پہلے نہیں تھا، اسے لایا گیا ہے۔ اگرچہ ہم میں بدعملی تھی، رسومات کی پرستش تھی لیکن الحاد نہیں تھا۔ الحاد کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت لایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان میں شکوک وشبہات پیدا کیے گئے۔ اس میں سوشل میڈیا سے لے کر فلم انڈسٹری تک سب نے کردار ادا کیا۔ یہ لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کی بہت بڑی سازش تھی۔ ایجنڈا نافذ کرنے والوں کو معلوم تھا کہ لوگ اسلام پر رہیں گے تو مغربی ایجنڈا یہاں چل نہیں سکے گا۔ لہٰذا انہیں ایمان اور حیا سے دور کر دو، بے حیائی اور فحاشی میں اتنا مبتلا کر دو کہ یہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جائیں۔ معاشرے میں اخلاقیات نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے۔ ان حالات میں جب ہم دعائیں مانگیں گے تو کیا ان میں اثر ہوگا؟ پھر ہم باطل کا مقابلہ کیسے کریں گے؟

سوال: اسلامی معاشرت کے نفاذ کے لیے آپ حکومت پاکستان کو کیا مشورہ دیں گے؟

آصف حمید: سب سے پہلے تو میں یہ مشورہ دوں گا کہ بھائی اس حدیث کو پڑھو اور اس پر عمل کرو:

((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہ))

''تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

جب تک ہمارے ارباب اختیار و اقتدار یہ سمجھتے رہیں گے کہ ہمارا قبلہ واشنگٹن یا ماسکو ہے، تب تک وہ بیرونی ایجنڈے کو ہی نافذ کرتے رہیں گے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو اللہ تعالیٰ عقل اور شعور دے اور یہ اسلام کی روح کے مطابق تمام کام کریں تو سارے معاملات ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر مخلوط تعلیمی نظام کو ختم کیا جائے، اسی طرح تمام دفاتر میں بھی مخلوط ماحول کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ اس میں نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں وہ نحوست پیدا کر رہی ہیں جن سے ہمارا معاشرہ تباہ ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک کسی کا بس چلتا ہے، اختیار ہے وہاں تک وہ شریعت کے نفاذ کی کوشش کرے۔ میرا اختیار میری ذات تک ہے، میرے گھر پر ہے، دفتر پر ہے، وہاں تک تو میں شریعت کی پابندی کروا سکتا ہوں اور کروانی چاہیے۔ جہاں ہمارا اختیار نہیں ہے وہاں ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں انذار، ترغیب وتشویق کا انداز اپنائیں، خبردار کریں۔

بہرحال آخری حل اسلامی نظام ہی ہے۔ اسلام سزائیں بھی دیتا ہے لیکن اس سے پہلے وہ تمام ذرائع بند کرتا ہے جو اس طرف لے جاتے ہوں۔ یعنی کہ اسلام صرف سزاؤں کا نام نہیں ہے، اسلام کہتا ہے کہ نکاح کو آسان کرو، فحاشی، عریانی، بے حیائی، مخلوط ماحول کو ختم کرو، لہٰذا اس میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ اسلامی نظام ہی سارے مسائل کا واحد حل ہے اور اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ اس ملک کے اندر اسلامی نظام نافذ ہو جائے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ آصف حمید: ناظم شعبہ سمع وبصر تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: معروف سکالر اور موٹیویشنل سپیکر

3۔ عبدالوارث: مذہبی سکالر اور محقق

☆ قرآن ہمارے لیے تین ماؤں کا ماڈل پیش کرتا ہے۔

☆ اماں ہاجرہ کا کردار ہر آزمائش میں ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

☆ مائیں، اپنے خاندان میں کم از کم ایک فرد کو دین کے لیے ضرور تیار کریں۔

☆ شادی سے پہلے بچیوں کو ماؤں کے کردار پر کورسز کروائے جائیں۔

☆ ایک ماں کی غلطی سے پوری نسل خراب ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک کی اہلیہ کا قرآن آڈیٹوریم لاہور میں خواتین کے اجتماع سے خصوصی خطاب

17 اکتوبر 2024ء بمطابق جمعرات 13 ربیع الثانی 1446 ہجری کا دن تنظیم اسلامی شعبہ خواتین کے لیے انتہائی مسرت اور اعزاز کا باعث بنا کیونکہ اس دن عزت مآب محترمہ فرحت ذاکر نائیک صاحبہ نے قرآن آڈیٹوریم میں قدم رنجہ فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ علماء کرام اور طالب علم کے تین ہی بنیادی کام ہیں۔

1-دنیا کی زینت ہونا اور اسے علم سے مزین کرنا۔

2-زمینی شیاطین (اہل باطل) کو رجم کرنا، ان کا قلع قمع کرنا

3-سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرنا۔

جو علماء کو چھوڑے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

(حوالہ جات: تفسیر طبری، امام ابو مسلم الخولانی، تفسیر یحییٰ بن سلام، مفتاح دارالسوادۃ حافظ ابن قیمؒ)

اہلیہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحبہ عالمی مبلغ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی دین کی اشاعت و ترویج میں اور علم و دینداری میں ممد و معاون ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کے متعلق ان کے خاوند خود فرماتے ہیں اگر وہ آڈیو/ ویڈیو کے ذریعے تبلیغ دین کریں تو شاید ان سے بڑھ کر وہ مقبول ہوں گی۔

ڈاکٹر صاحبہ کی قرآن آڈیٹوریم آنے کی خبر سنتے ہی دین سے محبت اور علم کی متلاشی خواتین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جگہ کی کمی کے باعث اس آمد کی بڑے پیمانے پر تشہیر نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود قرآن آڈیٹوریم کے دونوں ہال، باہر کے برآمدے، سیڑھیاں خواتین سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ کم و بیش ایک ہزار خواتین نے شرکت کی۔

اس بابرکت محفل میں سٹیج سیکریٹری کے فرائض محترمہ اہلیہ محمود عالم میاں سر انجام دے رہی تھیں اور ماحول کو اپنی دلسوز نصیحتوں اور پرتاثیر لہجہ سے نورانی بنا رہی تھیں۔ مجلس کے آداب فرشتوں کی سکینت اور نزول کے بارے میں آپ خواتین کو منظم رہنے اور اذکار کی تلقین کرتی رہیں۔ اللہ ان کی عمر میں برکت اور صحت میں عافیت عطا کرے۔ (آمین)

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ سورۃ فتح کے دوسرے رکوع کے الفاظ نے ماحول میں نور کا سماں باندھ دیا۔

نعت رسول ﷺ مقبول رجوع الی القرآن کی ایک طالبہ نے پیش کی۔

کسی غم گسار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلہ دیا\
کہ جو میرے غم میں گھلا گیا اسے میں نے دل سے بھلا دیا\
جو جمالِ رُوئے حیات تھا، جو دلیل راہ نجات تھا\
اسی رہبر کے نقوش پا کو مسافروں نے مٹا دیا

سٹیج سے اعلان کیا گیا کہ کوئی بھی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ نہ کرے اور SOPs کا خیال رکھا جائے۔ تنظیم اسلامی کی انتظامیہ اہلیہ رضاء الحق صاحبہ کی قیادت میں پوری طرح چاک و چوبند اور مستعد تھی اور اپنی ذمہ داریاں نباہ رہی تھی۔

سٹیج سیکرٹری کی دعوت پر اہلیہ فیروز کلیم صاحبہ نے فتنوں کے دور میں اور خواتین کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ ان کا کہنا تھا کہ زندگی با مقصد ہونی چاہیے۔ وقت اور صحت کی قدر کریں۔ آج کے دور کا سب سے بڑا فتنہ سوشل میڈیا ہے۔ جو دجال کا سب سے بڑا ہتھیار ہوگا۔ لوگوں کو نفسا نفسی، خود غرضی اور تنہائی کی دلدل میں دھکیلا جا رہا ہے۔ ''ھل من مزید'' کی پکار ہر طرف لگی ہے اور عصرِ حاضر کے فتنوں سے نکلنے کا راستہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے جڑنے میں ہے۔

اس کے بعد اہلیہ اعجاز لطیف صاحبہ نے 1972ء میں انجمن خدام القرآن کے قیام اور اسباب پر روشنی ڈالی۔ تنظیم اسلامی شعبہ خواتین کی فکر کو بیان کیا۔ انجمن خدام القرآن کا مقصد لوگوں کو عربی زبان کی تعلیم اور ترویج دینا ہے اور ایسے لوگوں کو تیار کرنا ہے جو قرآن کی دعوت دیں۔ ایک سالہ کورس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پڑھے لکھے افراد میں قرآن گہرا تعلق پیدا ہو۔ دین اور دینی فرائض کے جامع تصور سمجھ کر اپنی زندگیوں کو اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق بہتر کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ خود اپنے آپ اور بیوی بچوں کو دین کا عملی نمونہ بنانے کی کوشش کریں۔ دین کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں اور اقامت دین کی جدوجہد کو فرض گردانتے ہوئے کسی بھی اجتماعیت کا حصہ بنیں اور اس کام میں اپنا تن من دھن لگا دیں۔ رمضان کا دورہ ترجمہ قرآن بھی اسی انجمن خدام القرآن کے تحت ہوتا ہے جو لوگوں خصوصاً نوجوان طبقے میں بہت بڑی تبدیلی لے کر آتا ہے۔

تنظیم کا مقصد دین کو غالب کرنا اور انجمن کا مقصد لوگوں کو دین سیکھنے کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس کے بعد اہلیہ اسعد مختار صاحبہ نے اہلیہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحبہ کو خطاب کی دعوت دی اور ان کو سپاس نامہ پیش کیا۔ اس میں انہوں نے ملائشیا میں ڈاکٹر صاحبہ سے ملاقات کو بھی یاد کیا۔ بڑی محبت سے ایک حدیث قدسی کے الفاظ ان کی خدمت میں دہرائے۔

جب اللہ عزوجل کسی سے محبت کا ارادہ کرتے ہیں تو جبرائیلؑ سے فرماتے ہیں اے جبرئیلؑ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں اور وہ مقرب فرشتوں میں اعلان کرتے

ہیں۔ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ اب مقرب فرشتے اس کا اعلان عام فرشتوں میں کرتے ہیں اور عام فرشتے اہل زمین کے دلوں میں اس شخص کی محبت ڈالتے ہیں۔ کہ دنیا میں لوگ اس کی عزت، تکریم اور اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی طرح اللہ جس شخص کو پسند کرتے ہیں اعیاذ باللہ اس کے لیے اہل زمین بھی بغض وعناد رکھتے ہیں۔ اس لیے دُعا مانگیں۔ اللھم انی اسئلك حبك وحب من یحبك وعمل الذی یبلغنی حبك

اہلیہ محترمہ ذاکر نائیک صاحبہ کا خطاب شروع ہوا۔ محترمہ کے بارے میں جو سنا تھا ویسا ہی پایا۔ شخصیت میں وقار، متانت، محبت اور علم وعمل کی چاشنی تھی۔ بات مختصر مگر انتہائی پُر تاثیر کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد انہوں نے فرمایا:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ

انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ قرآن اکیڈمی سے وابستہ یادوں کا ذکر کیا کہ جب میں نے علم دین سیکھنا شروع کیا تو میرے سسر مجھے تلقین فرماتے کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سنا کرو۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی سے ہی میں ڈاکٹر صاحب کی آڈیو توجہ سے سنتی اور ان کی زبان سے علامہ اقبال کے اشعار سن کر مجھے بھی علامہ اقبال کی شاعری کا شوق ہوا اور میں آپ کو بھی اسی چیز کی نصیحت کرتی ہوں کہ آپ کے پاس ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اکیڈمی کی نعمت موجود ہے۔ آپ ان کی فکر سے وابستہ ہوں اپنی روح کو قرآن کی محبت اور شوق سے تر کریں۔

ہم سب مائیں ہیں اور قرآن ہمارے لیے تین ماؤں کا رول ماڈل پیش کرتا ہے۔ جو دنیا کی تمام ماؤں کے لیے سبق ہیں۔ پہلی ماں ام موسیٰؑ، دوسری ماں ام عیسیٰؑ اور تیسری ام اسماعیلؑ۔

اُم موسیٰؑ

قرآن بیان کرتا ہے کہ صالح ماؤں کے بغیر امت مسلمہ کی صحیح رخ پر تشکیل ناممکن ہے۔ مائیں نیک اور صالح ہیں تو امت بھی نیک اور صالح بنے گی۔ سورۃ قصص، آیات 7 تا 30۔

اللہ نے ام موسیٰؑ کے دل کو الہام کے ذریعے مضبوط کیا۔ دیکھیں دنیا میں پاک صاف اور بے لوث رشتہ ماں اور بچے کا ہوتا ہے۔ اُم موسیٰؑ کا ماں کی حیثیت سے تصور کریں ایک طرف وقت کا قاہر اور جابر بادشاہ کا حکم نامہ ہے کہ لڑکوں کو قتل کر دیا جائے اور دوسری طرف گہرا مہیب سمندر ہے۔

اس واقعہ کا ذکر آپ کو بائبل میں بھی مل جائے گا لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے جن الفاظ کا استعمال کیا وہ دیکھیں۔

﴿وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠﴾ (القصص)

فواد عربی زبان میں قلب کو کہتے ہیں اور فارغا کے معنی ہیں خالی ہو جانا، ان کا دل کسی چیز سے خالی ہو گیا؟

بہت ساری تمنائیں اور خواہشات جو ایک ماں اپنے بچے کے لیے دل میں رکھتی ہے۔ ان سب سے ان کا دل خالی ہو گیا اُس تکلیف کو محسوس کریں کہ اس وقت ام موسیٰؑ کس قدر تکلیف اور کشمکش میں تھیں اس اذیت میں اگر وہ چلاتیں، آہ وبکا کرتیں تو فرعون کے اہلکاروں کو اس کا علم ہو جاتا اور بچے کو مار ڈالتے۔ اس حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا تو سارا راز فاش ہو جاتا۔ اس آیت میں الفاظ ہیں ”رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا“ ربط کے معنی ہیں جوڑ دینا، باندھ دینا، جمے رہنا یعنی ان کے دل کو مضبوط کر دیا کہ اس آزمائش ومصیبت میں نہ گھبرائے جس طرح کوئی چیز پھٹ رہی ہو، ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہو اس کو اللہ نے ٹوٹنے سے بکھرنے سے بچا لیا۔

ہماری زندگی میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے ایسی آزمائش اللہ کسی کو نہ دے لیکن بسا اوقات حالات ایسے ہوتے ہیں کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہوتا ہے لیکن اللہ کی رضا اور توکل ہمیں مضبوط کر دیتا ہے۔

اس طرح اللہ نے اُم موسیٰؑ کے دل کو اپنی محبت سے باندھ دیا اور اللہ کی تدبیر کیسی نرالی تھی کہ دشمن کے گھر میں ماں کے ہاتھوں میں پرورش کا انتظام کرا دیا۔ ام موسیٰؑ اپنے امتحان میں کامیاب ہوئیں۔ جو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اللہ اس کی جدوجہد، کوشش اور توکل علی اللہ دیکھتے ہیں تو پھر کامیابی دیتے ہیں۔ اس سارے امتحان کا منشاء ہمارے ایمان کو پختگی دینا ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو آزمائے گا، پھر ہماری جدوجہد دیکھے گا، اللہ سے دعا ہے کہ آزمائشوں میں ہمارے قلب کی بھی اس طرح حفاظت کرے جس طرح اُم موسیٰؑ کے قلب کو مضبوط کیا۔ سوچیں! بدر کا میدان ہے اور توکل علی اللہ کا امتحان، اصحاب محمد ﷺ نے فضائے بدر بنائی تو فرشتے آسمان سے اتارے گئے۔ سبحان اللہ!

اُم عیسیٰؑ

دوسری ماں ہے اُم عیسیٰؑ یعنی حضرت مریم علیہا السلام قرآن میں پوری سورت ان کی شان میں اتاری گئی اور کسی نبی کو ان کی ماں کے نام سے نہیں پکارا بجز عیسیٰؑ کے۔ قرآن میں ان کی شان رفعت وعظمت کو اس طرح بیان کیا گیا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي نِسَاۗءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٢﴾ (آل عمران)

تمام جہانوں کی عورتوں میں سے مریم علیہا السلام کو چنا گیا پاکیزہ کیا گیا اور بزرگی عطا کی گئی۔ مریم علیہا السلام کا تعلق مع اللہ بہت مضبوط تھا۔ دعا گو رہتی تھیں۔ اپنے تمام معاملے اپنے رب کے سپرد کرتیں۔ جو دُعا وہ مانگتی رب العزت قبول فرماتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہوتے یہ بے موسم کے پھل کہاں سے آتے ہیں۔ آپ رب کی شان بیان کرتیں اور کہتیں اللہ کی قدرت کاملہ سے آتے ہیں۔ دُعائیں ہم بھی مانگتے ہیں، مگر دعاؤں میں تعلق باللہ نہیں ہوتا۔ تاثیر نہیں ہوتی، توکل نہیں ہوتا حالانکہ مومن کا ہتھیار تو دعا ہی ہوتا ہے۔ جبرئیل کی شکل میں آدمی آیا تو فوراً رب سے شیطان مردود کی پناہ مانگی چاہی۔ عیسیٰ کی والدہ مریم علیہا السلام اپنی دعاؤں، شرم وحیا تعلق مع اللہ اور توکل باللہ کی وجہ سے اللہ کی پسندیدہ بندی بنی۔ بحیثیت مومنہ ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

ام اسماعیلؑ

تیسری ماں ہے اُم اسماعیلؑ یعنی حضرت حاجرہ علیہا السلام جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو صحرا میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ہاجرہؑ وجہ پوچھتی ہیں کوئی جواب نہیں ملتا۔ جب کہتی ہیں اللہ کا حکم ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام ہاں میں جواب دیتے ہیں۔ تو دل مطمئن کر لیتی ہیں۔ اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ پانی ختم ہو جاتا ہے بچے کا بلکنا دیکھا نہیں جاتا۔ گھبرا کر پانی کی تلاش میں صفا ومروہ کے درمیان دوڑتی ہیں۔ دور نزدیک کہیں پانی کے آثار نہیں۔ پانی نظر نہیں آتا، ایک دفعہ دوڑنے سے یا دو دفعہ دوڑنے سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ کہیں پانی نہیں پھر بھی ہمت نہیں ہاری۔ ماں جو ہے اسی طرح چکر لگاتی ہیں۔ سوچیے یہ کوشش ہمت توکل علی اللہ وہ کیوں کر رہی ہیں؟ پتہ ہے کہ اللہ آزما رہا ہے۔ اس لیے وہ اپنی جدوجہد ترک نہیں کرتیں۔ یہ جملہ کہنا کہ I am Helpless ہمیں زیب نہیں دیتا۔ اماں ہاجرہ علیہا السلام کا کردار ہمارے لیے ہر آزمائش میں مشعل راہ ہے۔

قرآنی واقعات میں ہمارے لیے سبق ہے۔ معجزے انبیا کو دکھائے جاتے ہیں یہ قرآنی واقعات ہم پڑھتے ہیں۔ مگر قرآن کی آیات فقط پڑھنے کے لیے نہیں ہیں۔ یقیناً پڑھنے سے تلاوت کا اجر ملے گا لیکن جب تک اہم نہیں سیکھیں گے نہیں اور ان پر عمل نہیں کریں گے تب تک قرآن ہمارے حلق

سے نیچے نہیں اترے گا۔ اس لیے اس پر تفکر و تدبر کریں۔

اماں ہاجرہ علیہا السلام ہم عورتوں کے لیے رول ماڈل ہیں ان کی کوشش، قربانیاں، ہمت بھری داستان، نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لیے قیامت تک ارکان حج وعمرہ میں شامل کردی گئی۔ کسی مسلمان کا حج وعمرہ ان کی سنت کے بغیر نامکمل ہوتا ہے۔

کونسا ازم ہے، کونسی تہذیب ہے، جس میں عورت کو اتنا مقام عطا کیا گیا ہے۔ ان واقعات کو سمجھیں، اپنے آپ کو ان کی جگہ رکھ کر سوچیں۔ اماں حاجرہ علیہا السلام کا دل تقویٰ، صبر اور ایمان سے لبریز تھا۔ یہی ایمان اور تقویٰ اپنے بچے کی تربیت میں بھی ڈال دیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے اپنے خواب کا ذکر کیا تو بیٹے نے فوراً کہا:

﴿سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ (الصّٰفّٰت)

یہ ایک فقرہ نہیں ایک آیت نہیں بلکہ پوری تربیت کی کہانی ہے۔ اس کا جواب یہ بتاتا ہے کہ تربیت کرنے والی ماں کے لیے کامیابی ہے۔ بہنو! آپ عہد کریں کہ آپ اپنے فیملی کا کم از کم ایک فرد دین کے لیے تیار کریں۔ اسے داعی الی اللہ بنائیں۔ جب ہم اپنے خاندان کو دیکھتے ہیں تو سوچئے کہ ہم کیسا ورثہ legacy تیار کررہے ہیں۔

ہر بہن بیٹی دین کے لیے سوچے۔ آج جب ماحول میں ہر طرف گلوبل گندگی ہے۔ ہم جنسیت پرستی، بے حیائی عروج پر ہے۔ آپ کی تربیت میں آپ کی اولاد کی جھلک ہوتی ہے۔ فیس بک پر آپ چھوٹی بچی جس کے 30 ملین فالورز ہیں جو میک اپ آرٹسٹ ہے اور Vlogs بناتی ہے اور اگر یہی بچی جس کی تربیت وکردار سازی دینی اعتبار سے ہو تو وہ اپنی ذہانت اور وقت کے بہترین استعمال سے دین کی داعیہ بن سکتی ہے۔

بھری ہے راہ میری عزم شوق کی
جہاں ہیں، عائشہؓ و فاطمہؓ کے قدم

بہنو، قرآن سے محبت کریں۔ دل اس سے جوڑیں۔ دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بسائیں۔ دلوں کو اس سے آراستہ کریں۔ یہ کیسے ممکن ہوگا؟ جب ہماری دینی ماؤں کی تربیت ہوگی۔

ایک اچھا دینی ٹیچر بننے کے لیے کم از کم ایک سالہ کورس کراتے ہیں تو دوسری طرف ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر 4 سال میں اپنی ڈگری مکمل کرتا ہے۔ پھر ہاؤس جابز، پھر سپیشلائزیشن تو کم از کم اس کی 7 سال میں پڑھائی مکمل ہوتی ہے۔ لیکن ماں کے پروفیشن میں کیا؟ صرف نکاح اور پھر اس بچی کو ماں کے رول کے لیے push up کردیا جاتا ہے۔ اس لیے بہت ضروری ہے۔ ماں بچی کی تربیت کرے۔ ایسی ماں جو خود شعور نہیں رکھتی وہ اپنی اگلی نسل کو کیا سکھائے گی؟ شادی سے پہلے ماؤں کے کردار پر شارٹ کورسز کروائے جائیں۔ اگر ایک ڈاکٹر غلطی کرتا ہے تو مریض کی موت واقع ہوگی اور دوسری طرف ایک ماں غلط رول ادا کرے گی تو پوری نسل خراب ہوگی۔

آپ سوچیے کہ آج کی ماں جب بچے کو دودھ پلا رہی ہے تو ساتھ اس کے ہاتھ میں موبائل پر گانے اور میوزک چلتا ہے۔ پھر یہی بچہ جب 3، 4 سال کا ہوتا ہے تو اسی میوزک پر خود ناچنا سیکھ جاتا ہے۔ اگر ماں کی تربیت میں صبر وشکر، تقویٰ اور ایمان ہے تو بچہ تربیت پا کر کل کو امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ بنے گا اور اچھے اخلاق نبوی ﷺ سے مزین ہوگا۔

اچھی ماں بننے کے لیے قرآن سے جڑنا ہوگا۔ تربیت کرنی ہوگی اور پھر نکاح کے مرحلے میں جانا ہوگا۔ میرے خیال میں اس کے لیے یہ Formula اپنانا چاہیے۔ یعنی

1۔ تعلق باللہ کو مضبوط کرنا، 2۔ توکل، 3۔ تہجد اور 4۔ تہذیب

تعلق باللہ + تہجد + توکل علی اللہ + تہذیب = تربیت

اللہ تعالیٰ سے بات کرنا، مشورہ کرنا، اس کی رضامندی لینا اور زندگی کا مقصد دین کی سرفرازی کو بنانا۔

اگر آپ کو یہ پتہ چلا کہ رات کے پونے 4 بجے دروازے پر کوئی دس ملین ڈالرز گفٹ دینے آئے گا تو آپ خوشی اور انتظار میں ساری رات جاگتے رہیں گے۔ تو اس کے مقابلے میں اللہ کی رحمت کی کوئی قیمت نہیں۔ وہ تو ہر روز آسمان دنیا پر آ کر آپ کے لیے اپنے خزانوں کو کھولتا ہے۔ مانگیں جو آپ مانگ سکتے ہیں۔ عافیت مانگیں، رحمت مانگیں۔ اپنے رب کے حضور روئیں۔ اسے مسئلے بتائیں۔ دعائیں کریں۔ اور توکل علی اللہ رکھ کر اٹھیں کہ میرے سب کام، میری درخواستیں ایک سپریم اتھارٹی کے پاس پہنچ چکی ہیں۔

دیکھئے زندگی کو دو نظریوں سے دیکھا جاتا، مثبت اور منفی۔ اگر آپ مثبت سوچ رکھیں گی تو اپنے وقت کا استعمال مثبت کریں گی اور اپنا قیمتی وقت اپنی نسل کو سنوارنے میں لگا سکیں گی اور منفی ذہن اور سوچ کے ساتھ نہ صرف اپنے آپ کو برباد کرے گی بلکہ اپنی نسل کو بھی برباد کریں گی۔

تہذیب سے کیا مراد ہے؟: آج کی مسلم عورت دوسری تہذیبوں سے بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔ پیرس سے فیشن کی ہوا چلتی ہے تو بمبئی تک اور کراچی تک یکساں پہنچ جاتی ہے۔ ہماری تہذیب تو مکمل نیست ونابود ہوچکی ہے۔ لیکن ہمیں اپنی تہذیب کی طرف لازماً جانا ہوگا۔ اسلام جیسی پاکیزہ سلامتی والی تہذیب دنیا میں کسی اور مذہب کے پاس نہیں کہ جس میں اولاد کو یہاں تک سکھایا جاتا ہے کہ والدین کے سونے کے اوقات میں ان کے کمروں میں بلا اجازت نہ جایا جائے۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
تمہاری تہذیب خود اپنے خنجر سے خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
دیار مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا

اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیاب وہ ہوگا جو قلب سلیم لے کر آئے گا۔ اس دن یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ کا معاملہ ہوگا۔ اس دن نہ مال وزر کام آئے گا، نہ کوئی اور مادی چیز جس کے حصول کے لیے دن رات بھاگ دوڑ کررہے ہیں فقط خالص قلب سلیم!!!

اس لیے ضروری ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب سے ہمارا تعلق مضبوط ہو اور ہمارے لیے Role Model صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن اور سلف صالحین رحمہم اللہ علیہم ہو۔ وما علینا الا البلاغ

اس بابرکت پروگرام کا اختتام ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اہلیہ ناظمہ علیا کی دعا سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

اس طرح کی محافل ایمان کی تازگی اور سلامتی کا باعث بنتی ہیں۔ تنظیم اسلامی شعبہ خواتین کے اساتذہ اور ناظمات ورفیقات سب کے تعاون سے ہی اس بابرکت اور روح پرور محفل کا انعقاد ممکن ہوا۔ اللہ ہر ایک کو دین اور دنیا کی بہترین بھلائیاں اور آسانیاں عطا فرماتے۔

(مرتبہ: اہلیہ ریاض گورایا صاحبہ، رفیقہ تنظیم)

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی ملتان کے سیال فیملی کے سینئر ملتزم رفیق کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم بی ایس سی کمپیوٹر انجینئرنگ، دینی مزاج کی حامل بیٹی کے لیے ملتان سے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0300-6356139

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اخبارِ اسلام

(رواں ہفتے کے دوران مسلم دنیا سے متعلق اہم خبریں)

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- شنگھائی تعاون تنظیم کی اختتامی تقریب میں پاکستانی وزیر اعظم نے غزہ میں جاری جارحیت کو ناقابلِ قبول المیہ قرار دیتے ہوئے عالمی برادری کو فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے اور کہا کہ ہم غزہ میں ہونے والی نسل کشی کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور بین الاقوامی طاقتوں کو اس تباہ کن صورتحال کو ختم کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔
- غزہ کی سرزمین پر ایک سال سے کاروبار مفلوج ہے اور مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے۔ زندگی کی بنیادی ضروریات تک رسائی چیلنج بن چکی ہے اور حالات ہر گزرتے دن کے ساتھ سنگین ہوتے جا رہے ہیں۔ قابض اسرائیل کے 1709 جنگی جنونی قتل ہو چکے ہیں۔ 255 صہیونی گرفتار ہوئے ہیں، جنونی فوج اب تک 4 صہیونی قیدیوں کو چھڑوا سکی ہے جبکہ اب تک 37 قیدی قتل ہوئے ہیں۔
- غزہ میں وزارت صحت کے میدانی ہسپتالوں کے ڈائریکٹر نے کہا ہے کہ ہسپتال شدید دباؤ کا شکار ہیں اور شہداء اور زخمیوں کی بہتات کے باعث خدمات فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔ شمالی غزہ میں اسرائیلی حملوں کی شدت میں اضافہ ہو چکا ہے۔ کمال عدوان ہسپتال پر شدید فائرنگ کی گئی ہے، جس سے امدادی ٹیمیں شہداء اور زخمیوں تک پہنچنے میں ناکام ہو رہی ہیں کیونکہ اسرائیلی فوج نے جان بوجھ کر ایندھن کی فراہمی روک دی ہے، جس سے طبی عملہ بھی مشکلات کا شکار ہے۔
- تاریخ میں پہلی بار، ہیکل گروپس نے عید العرش کی ''مخصوص عبادات'' مسجد اقصیٰ کے مقدس احاطے میں آزادانہ طور پر انجام دیں، جب انتہا پسندوں کی تعداد 1783 تک پہنچ گئی۔ ان گروپس نے مسجد اقصیٰ کے مشرقی صحن میں پولیس کی سرپرستی میں یہ رسومات پوری آزادی کے ساتھ ادا کیں۔ پہلے یہ رسومات حارہ مغاربہ کے تباہ شدہ علاقے میں قائم البراق اسکوائر میں ادا کی جاتی تھیں۔ حالیہ برسوں میں ان رسومات کو مسجد اقصیٰ کے دروازوں تک منتقل کرنے کی کوششیں جاری تھیں۔
- غزہ کے شمالی علاقے جبالیہ پر اسرائیلی فوج کے شدید حملے کے دوران، حماس نے دشمن کے خلاف کامیاب وار کرتے ہوئے 401 بریگیڈ کے کمانڈر، کرنل احسان دقسہ کو ہلاک کر دیا۔ وہ اسرائیلی فوج کے ان چار اعلیٰ ترین افسران میں شامل تھا جو اس جنگ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔
- قیساریہ میں اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کی ذاتی رہائش گاہ کو نشانہ بنایا گیا ہے جس سے اُس کے گھر کو نقصان پہنچا ہے، حملہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ حملے کے وقت نیتن یاہو گھر پر موجود نہیں تھا۔ اسرائیلی براڈ کاسٹنگ اتھارٹی کے مطابق، لبنان سے آنے والے ڈرون نے 70 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے قیساریہ میں عمارت کو براہ راست نشانہ بنایا۔ اس حملے کے بعد خطے میں کشیدگی مزید بڑھ گئی ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- سعودی عرب

اتحادِ مذاہب ناجائز ہے، دار الافتاء: سعودی دار الافتاء نے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی درخواست مسترد کرتے ہوئے مذاہب کے اتحاد کے بارے میں واضح موقف اختیار کیا ہے اور اس کی دعوت دینے والوں کو کفر کا مرتکب قرار دے دیا ہے۔ فتویٰ نمبر 19402 میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام کے بعد لکھا گیا ہے کہ مستقل کمیٹی برائے علمی تحقیق و افتاء نے ان سوالات اور میڈیا میں شائع مضامین کا جائزہ لیا جو مذاہب کے اتحاد (اسلام، یہودیت اور عیسائیت) کے بارے میں پیش کیے گئے، جن میں تجویز دی گئی کہ ایک ہی جگہ مسجد، چرچ اور مندر بنائے جائیں یا قرآن، تورات اور انجیل کو ایک جلد میں شائع کیا جائے۔ اس مسئلے پر غور کے بعد کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ''اسلامی عقیدے کی بنیاد یہ ہے کہ اسلام کے سوا کوئی اور دین حق نہیں ہے اور یہ آخری دین ہے جو تمام سابقہ مذاہب اور شریعتوں کو منسوخ کر چکا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛ ''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے''۔ قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے اور اس نے تورات، زبور، انجیل اور دیگر کتب کو منسوخ کر دیا ہے۔ تورات اور انجیل کے منسوخ ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں تحریف بھی کی گئی ہے، جیسا کہ قرآن کی آیات میں ذکر ہے۔ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو کوئی اسلام قبول نہ کرے، خواہ وہ یہودی، عیسائی یا کوئی اور ہو، وہ کافر ہے اور اللہ کا دشمن ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو وہ جہنم کا مستحق ہے۔ مذاہب کے اتحاد کی دعوت فتنہ انگیز اور مکارانہ سازش ہے جس کا مقصد اسلام کو کمزور کرنا اور مسلمانوں کو مرتد کرنا ہے۔ اس دعوت کا اثر یہ ہوگا کہ اسلام اور کفر میں فرق ختم ہو جائے گا اور مسلمانوں کا کفار کے ساتھ بے زاری کا رویہ ختم ہو جائے گا، جس سے جہاد اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی جدوجہد بھی ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی مسلمان اس دعوت کو فروغ دے تو وہ دینِ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ دعوت اسلام کے اصولوں کے منافی ہے۔ مسلمان کے لیے اس دعوت کی حمایت کرنا، اس کے سیمینارز میں شرکت کرنا یا اس کے خیالات کو پھیلانا جائز نہیں۔ قرآن، تورات اور انجیل کو ایک ہی جلد میں شائع کرنا یا مسجد، چرچ اور مندر کو ایک جگہ بنانا ناجائز ہے، کیونکہ یہ اسلام کی برتری کو مسترد کرنے کے مترادف ہے۔''

- ترکیہ

ایرو اسپیس انڈسٹری پر حملہ: ضلع کاہرامانکازان میں قائم ترکش ایرو اسپیس انڈسٹریز (ٹی اے آئی) ہیڈ آفس پر اُس وقت حملہ ہوا جبکہ استنبول میں دفاعی اور ایرو اسپیس سے متعلق بڑی تجارتی نمائش ہو رہی ہے۔ نتیجہ میں دو دہشت گردوں سمیت 7 افراد ہلاک اور 22 زخمی ہو گئے۔

- **بنگلادیش:**

صدر سے استعفا کا مطالبہ: صدر محمد شہاب الدین کے خلاف طلبہ سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور صدر سے استعفا کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ صدر شہاب الدین نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ ان کے پاس سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد کے استعفے سے متعلق کوئی دستاویزی ثبوت نہیں ہے۔

can't be a chooser". The scheme of Satanic Imperialism includes population control strategies, utilizing religious centers, most influential institutions of indoctrinating Godless concepts through media and educational institutions. Repressive measures are taken by governments to quell any uprising. The main objective of Satanic imperialism is capturing nations under debt at the bottommost level regardless of Citizenship, Race, Ethnicity and Religion.

World Resource Control is orchestrated through multinational corporations, world stock exchanges, and powerful entities like MasterCard, Exxon, and AT&T. World finance is under the sway of major actors like IMF, World Bank, and Bank of International Settlement, dictating policies and influencing state affairs. Think tanks, such as RAND Corporation and PIIE, play a crucial role in providing advice to world monarch on economic, social, and political matters. On the basis of the Committee of 300 World Richest and Powerful families rule the world and shape global politics, commerce, banking, military and media. This Committee is guided by the Crown Council of 13, instructing even the Committee of 300. This council traces its origins to the illuminati.

Lucifer Eye, symbolizing evil, is associated with various religions, even who don't follow a religion devil is almost synonymous with immorality & negativity. Lucifer mean bearer of light; shades of evil tempt people away from the path of enlightenment and peace. Every individual, group, sect or state who blindly follow the world monarch agenda represents the evil. Dajjal (Antichrist) is expected in the context of Satanic Imperialism.

Islam is the only force capable of countering Satanic Imperialism through its interest-free economy and high moral standards. Therefore, wherever, Islam emerges as political power all the evil forces lineup to crush it for instances Algeria, Sudan, Egypt, and Afghanistan. The call is for firm faith in Allah (The Creator) and exploration of the transformative power of true Islam.

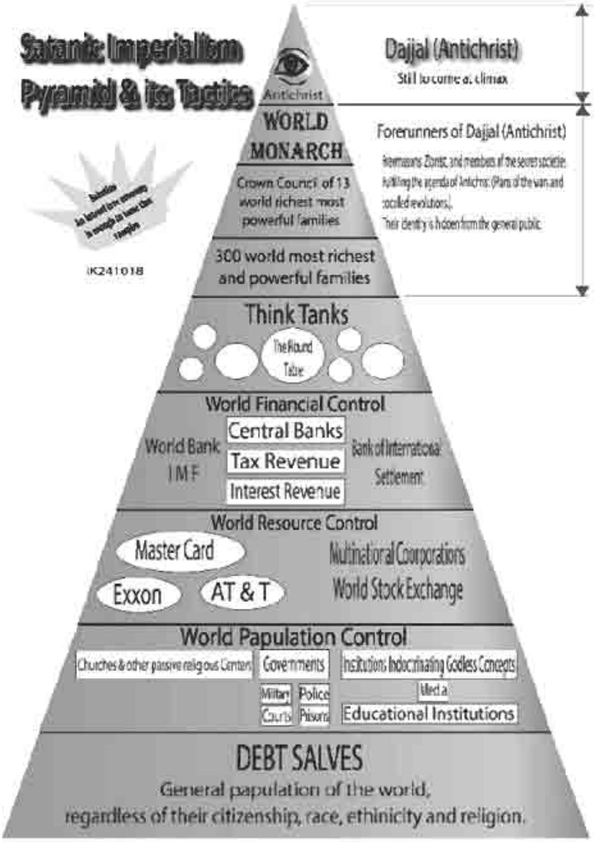

Note: ***The author is a Multazim Rafiq of Tanzeem e Islami.***

“Debt Slave” Phenomenon & its upshots on world.

Ijaz Khan

The concept of "Debt Slaves" is rooted in the inception of the interest-based banking system since 1901, which has played a pivotal role in ensnaring nations under heavy debt. Many countries find themselves indebted to worldwide financial institutions, leading to a complex geopolitical scenario. The debtors are supporting Israeli’s inhuman act in Gaza on the other hand public of these countries showing solidarity with Palestinians by protesting all over the world. About 800,000 people marched peacefully through Central London to protest (biggest in British History) against Israeli’s war crimes and genocide of Palestinians but an Indian origin Prime Minister of UK Rishi Sunak attempted to stop the protest calling them supporters of terrorism. This is not only shameful and undemocratic act but a veiled support to Indian brutality in occupied Kashmir as well.

Despite the escalating crises in Gaza, Lebanon, Kashmir and other parts of world the ruling elite burdened by substantial debts often refrain from speaking out against global powers, causing widening gap between government policies and public opinion. Even UNO, EU, Int’l Law, WHO, UNICEF and Human Rights Commission all are puppets and have failed to take concrete measures to stop Israel violating the basic principles of modern legal system since long. In fact, World Monarch exercises the highest authority of power and others may wield that power on behalf of them.

فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے

Great Philosopher, author and politician Dr. Iqbal's assertion, made eight decades ago, about that West has been entrapped by Jews under a debt trap, gains credence in the contemporary context. The substantial debts of nations have allowed financial institutions, predominantly influenced by Jewish interests, to deeply infiltrate the internal and external affairs of sovereign states. World Monarch support the leaders & head of states who effectively implement the hidden agenda of Satanic Imperialism with masking it to deceive their own general public.

Nations, across the globe, grapple with staggering external debts, such as the USA with $ 32.9 trillion in debt by August 2023, UK with $ 3.241 trillion by December, 2023, France $ 3.287 trillion and others like Germany, Australia, and long list of sub-continent countries facing substantial external debts. Pakistan Prime Minister Shahbaz Shareif very truly said that” beggar

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الاحزاب:21)

تنظیمِ اسلامی

کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

15 16 17 نومبر 2024ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) آغازِ اجتماع: نمازِ عصر (3:45)

بمقام مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ))

[رواہ مالک واحمد والطبرانی والحاکم]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: ’’میری محبّت لازم ہوگئی اُن کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبّت کرتے ہیں اور مل کر بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔‘‘

لہٰذا رضائے الٰہی کے حصول کے لیے
بیعت سمع وطاعت کے مسنون معاہدہ میں منسلک رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے۔

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظمِ اعلیٰ، تنظیم اسلامی فون: 78-35473375(042)

پریس ریلیز 25 اکتوبر 2024ء

غزہ کی گلی گلی میں کوئی یحییٰ السنوار صہیونیوں کے خلاف جہاد کر رہا ہے

شجاع الدین شیخ

غزہ کی گلی گلی میں کوئی یحییٰ السنوار صہیونیوں کے خلاف جہاد کر رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یحییٰ السنوار کی شہادت پوری اُمت مسلمہ کے لیے بڑا بھاری نقصان ہے۔ لیکن یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی امانت ہے اور شہید یحییٰ السنوار ایک مومنِ صادق کی طرح مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اُن کی اس بے مثل قربانی نے یقیناً غزہ اور دنیا بھر کے مجاہدین کو نیا عزم اور ولولہ عطا کیا ہے۔ یہ بات اب روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ 7 اکتوبر 2023ء کو فلسطینی مسلمانوں کے خلاف شروع کی گئی بدترین اسرائیلی درندگی میں جہاں عام مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر شہید کیا جا چکا ہے وہیں ناجائز صہیونی ریاست دہشت گردی کا کُھلم کُھلا ارتکاب کرتے ہوئے غزہ اور دیگر مسلمان ممالک میں تحریکِ مزاحمت کی قیادت اور رہنماؤں کی ٹارگٹ کلنگ کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ فلسطین اپنی شہادتوں کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کی طرف سے جو فرضِ کفایہ ادا کر رہے ہیں وہ انتہائی قابلِ قدر ہے۔ اس وقت جہاں اہلِ غزہ سخت امتحان سے گزر رہے ہیں تو اُس سے بڑا امتحان باقی اُمتِ مسلمہ کا ہے۔ غزہ کے مسلمان تو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ پھر یہ کہ حماس نے 7 اکتوبر 2023ء کو غاصب صہیونیوں کے خلاف آپریشن طوفان الاقصیٰ کے ذریعہ دنیا بھر کے عام مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی، جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کو نئی جلا بخشی ہے۔ الحمد للہ! لیکن اگر مسلمان ممالک کے حکمران اور مقتدر طبقات اسرائیل کو روکنے اور فلسطینیوں کی مدد کے لیے اپنی قوت اور صلاحیت کو بروئے کار نہیں لاتے تو اس امتحان میں ناکام تصور ہوں گے اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت پکڑ کا خدشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حماس کی اعلیٰ قیادت کو تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے، صہیونیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے اور فلسطینی مسلمانوں کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.42

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore